مریم عزیز

اے دل بے خبر

"یہ جیا ہے۔" اکرام علی کی آواز پر ڈائننگ روم میں بیٹھے سارے نفوس کی گردنیں ان کی طرف گھوم گئی تھیں۔

وہ سب حیرانی سے اکرام علی کے ساتھ کھڑی سہمی ہوئی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔ خود پر بھی سب کی نظریں محسوس کر کے وہ مزید سہم گئی تھی۔

"اور جیا! یہ ڈیکھ، تمہاری مم۔" انہوں
سنجیدہ صورت لیے بیٹھی عورت کی طرف اشارہ
"یہ احسان میرا بڑا بیٹا اور یہ نفیس میرا
اور یہ عائشہ ہے میری بیٹی۔"

جیا نے باری باری تینوں کی شکل دیکھی
رو کے اسے ہی دیکھ رہے تھے بلکہ یہ کہنا چاہیے

مکمل ناول

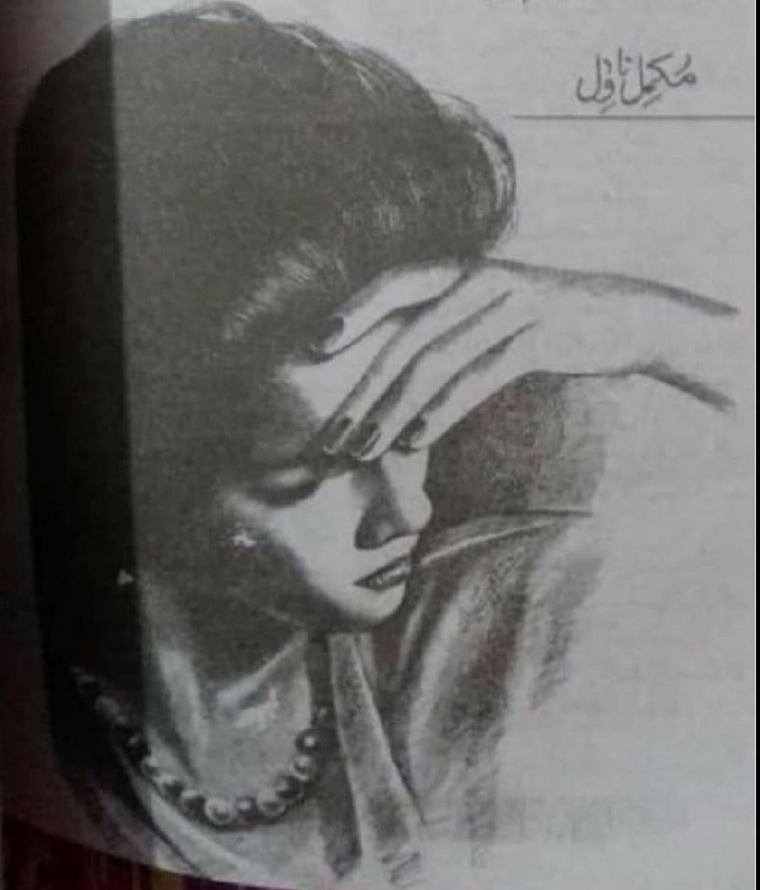

ہی گھور رہے تھے۔

"آؤ جیا! بیٹھو، کھانا کھاتے ہیں۔"

اکرام علی نے جیا کو اپنے ساتھ والی کرسی پر بٹھایا اور خود ہی چاول اس کی پلیٹ میں نکالے، جسے وہ آہستہ آہستہ کھانے لگی تھی۔

ذکیہ بیگم وہ تیکھی سوالیہ نظروں سے اکرام علی کو دیکھ رہے تھے لیکن وہ مکمل طور پر انہیں نظر انداز کر کے جیا کی خاطر داری میں مصروف تھے۔

"عائشہ! آج سے جیا تمہارے ساتھ، تمہارے کمرے میں رہے گی۔" عائشہ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا لیکن باپ کا چہرہ دیکھ کر خاموش رہ گئی۔

"یہ آپ کس کو لے آئے ہیں؟" جیا کے کمرے سے نکلتے ہی ذکیہ بیگم ایک لمحہ ضائع کیے بغیر ان کے سر پر پہنچ گئی تھیں۔

"بتایا تو ہے، جیا ہے۔" اکرام علی مطمئن انداز میں بولے اور ان کے مطمئن انداز پر ذکیہ اتنا ہی چڑ کر بولیں۔

"پتا چل گیا ہے، جیا ہے۔ پر ہے کون؟"

"عمران کی بیٹی ہے۔ اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا کچھ دن پہلے۔ میں تو صرف اس کی عیادت کے لیے گیا تھا، پر یہ نہیں جانتا تھا کہ ایکسیڈنٹ اتنا شدید تھا کہ وہ جان کی بازی ہار جائے گا۔ اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ بیچی دو دن سے ہسپتال میں بے یار و مددگار بیٹھی تھی۔ عمران کی جان بھی شاید اسی میں اٹکی تھی کہ بچی کو کسی کے سپرد کر سکے۔ میرے پہنچنے پر اس نے جیا کو میرے حوالے کر دیا۔" کہتے ہوئے ان کا لہجہ نم ہو گیا تھا۔

سن کر ذکیہ کو افسوس ہوا تھا۔ اس لیے کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی تھیں۔ لیکن سوئی تو ان کی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اتنی بڑی ذمہ داری لینے کی ضرورت کیا تھی۔ جوان بچی ہے۔ گھر میں جوان لڑکے ہیں۔ کچھ تو آپ عقل سے کام لیتے۔"

"دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا۔" ... غصے سے بولے۔ "ایک مرتا ہوا آدمی مجھ ... مانگ رہا ہے اور میں انکار کر دیتا ... محسن بھی ہے۔ میرا کزن، میرا بچپن ... اچھی طرح جانتی ہو، میرے ماں باپ ... چل بسے تھے۔ عمران کے امی ابو نے مجھے ... آج اس مشکل وقت میں، میں اس مرتے ... کی موت کو اور مشکل بنا دیتا۔ یہ جو کاروبار ... سے لاکھوں روپے آتے ہیں جن سے تم اور ... بچے عیش کرتے ہیں۔ اس کاروبار کے آغاز ... میں پیسے مجھے جیا کے باپ نے ہی دیے تھے ... اور آئندہ مجھ سے اس موضوع پر بات مت ... یہاں ویسے ہی رہے گی، جیسے عائشہ رہتی ...

اکرام علی نے اتنے غصے میں انہیں ٹوکا کہ وہ ... کچھ ہی نہیں سکیں۔

☆☆☆

"آئی ایم پراؤڈ آف یو۔" رپورٹ کارڈ ... علی کے ہاتھ میں تھا اور ان کے سامنے جھکے ... چہرے کے ساتھ جیا کھڑی تھی۔

"مجھے پتا تھا، میری بیٹی محنتی ہے، پر اتنی ... ہے، یہ تو مجھے اندازہ نہیں تھا۔" انہوں نے اسے ... لگا کر اس کا ماتھا چوما، سامنے صوفے پر بیٹھی ... ذکیہ نے کینہ توز نظروں سے اس محبت کے مظاہرے کو ... دیکھا تھا۔

"آگے کیا سوچا ہے؟" وہ اس سے پوچھ رہے تھے۔

"ابو! میں میڈیکل میں جانا چاہتی ہوں۔" اس نے جھجکتے ہوئے اپنی خواہش بیان کی۔

"ہاں ہاں بیٹا! کیوں نہیں، ضرور ... چاہو۔" اکرام علی کے کہنے پر ذکیہ نے ... کوفت سے پہلو بدلا۔

"بس یہی کسر رہ گئی ہے، اس لیے ...

...بھروا دیا جائے۔ سگی اولاد بس منہ دیکھنے کے ... رل کی بجز اس انہوں نے پاس بیٹھے، فیض ... میں نکالی اور وہ پوری طرح اپنی ماں سے متفق

"میری بڑی خواہش تھی کہ حسان، فیض یا عائشہ ... کوئی میڈیکل جوائن کرتا لیکن افسوس۔"

... نے افسوس سے سر ہلایا۔

"تو اب اور سنو۔" ذکیہ نے سر جھٹکا اور غصہ ... اس فساد کی جڑ کو دیکھا جس کی وجہ سے سگے باپ ... اپنی اولاد بھی محسوس ہو رہی تھی۔

"حسان نے تو خیر انٹر میں اتنے نمبر نہیں لیے ... فیض نے تو ٹاپ کیا تھا، پر میرے لاکھ کہنے پر ... نے میڈیکل میں ایڈمیشن نہیں لیا۔ اس نے ہر وہ ... کرنا ہوتا ہے جس سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے۔"

... نے ناراضی سے اسے دیکھا جو اپنے موبائل پر ... ہونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا" اور عائشہ وہ تو ہے ... اسے سوائے فیشن کے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔"

... کی بار ذکیہ کا صبر جواب دے گیا تھا۔

"اکرام صاحب! کبھی تو اپنی اولاد کی بھی ... کر لیا کریں، ہر وقت غیروں کے سامنے اولاد ... جوئی ہی کرتے رہتے ہیں۔"

"یہاں غیر کون ہے؟" اکرام صاحب نے ... اچکا کر تیکھے انداز میں پوچھا تو وہ بڑبڑا کر رہ ...

"ان کو چھوڑو بیٹا! تم بتاؤ گفٹ کیا چاہیے ...؟" وہ جیا سے مخاطب ہوئے۔

"کچھ نہیں ابو۔"

"نہیں بیٹا! تکلف کی بات نہیں، اتنی بڑی ... ہے تمہاری، گفٹ تو تمہارا حق بنتا ہے اور اگر ... کر جھجک کے مجھ سے کوئی چیز مانگو گی تو مجھے بے ... ہوگی۔"

... کچھ دیر ان کا چہرہ دیکھتی رہی جو اس کے ... لیے منتظر تھے۔

"لیپ ٹاپ۔" کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے فرمائش کی تھی۔

"ڈن۔ کل ہم دونوں جا کر لے آئیں گے۔"

اب کے فیض نے بڑی سنجیدگی سے باپ کو دیکھا۔

"اور ایسی ہی فرمائش میں نے بھی کی تھی، جب تو آپ نے کہا تھا، فضول فرمائشوں کو پورا کرنے کے لیے آپ کے پاس فضول پیسے نہیں۔"

"ہاں کہا تھا کیونکہ تمہارے پاس آل ریڈی لیپ ٹاپ ہے۔"

"لیکن وہ پرانا ہو گیا ہے۔"

"پرانا ہے لیکن کام تو ٹھیک کرتا ہے نا۔ سو مجھے اب فضول بحث نہیں سنی۔" کہہ کر وہ کھڑے ہو گئے۔

"اور جیا! کل تم تیار رہنا۔" وہ اس کا سر تھپتھپا کر باہر نکل گئے۔

ان کے جانے کے بعد اس نے چور نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا جن کا غصہ کے مارے برا حال تھا۔ وہ تیزی سے وہاں سے نکلی تھی۔

"تمہارے باپ کا زیادہ ہی دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اسے ضرورت سے زیادہ سر چڑھا رکھا ہے اور وہ بھی پھیلتی جا رہی ہے۔" ذکیہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا پتا نہیں کیا کر ڈالیں۔

"آپ کو پتا ہے، اس نے لیپ ٹاپ کی فرمائش کیوں کی؟" فیض کے سوال پر وہ اسے دیکھنے لگیں۔

"کچھ ماہ پہلے میں نے ابو سے لیپ ٹاپ کی

بات کی تھی، انہوں نے صاف منع کر دیا تھا جب یہ بھی وہاں موجود تھی۔"

فیض نے انگلی سے دروازے کی طرف اشارہ کیا جہاں سے جیا باہر گئی تھی۔

"اور ابھی جو ابو کی لاڈلی نے یہ فرمائش کی ہے۔ صرف مجھے جتانے کے لیے کہ اس کی اہمیت مجھ سے زیادہ ہے۔"

"اس کی اہمیت کی تو میں ایسی کی تیسی کروں گی۔ دیکھنا تم۔" ذکیہ کا غصہ اور زیادہ بڑھ گیا۔

"امی! وہ تو آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ دیکھتی جائیں، کرتا کیا ہوں اس کے ساتھ۔" وہ پرسوچ انداز میں بولتے ہوئے انہیں دیکھنے لگا۔

"شاباش۔ تین سالوں سے میرے سینے پر مونگ دل رہی ہے، جتنی کسی عورت کو اپنی سوکن سے تکلیف ہوتی ہے اس سے زیادہ مجھے اس لڑکی سے ہے۔" اتنے غصے میں بھی فیض کی ہنسی نکل گئی تھی۔

"ہنس کیوں رہے ہو؟" ذکیہ برا مانتے ہوئے بولیں۔

"آپ کی مثال پر ہنس رہا ہوں۔"

"ہنسو مت اور اس کی ایسی تیسی کرنے کا طریقہ سوچو۔" وہ بجائے اس کو روکنے کے اسے اور شہ دے رہی تھیں۔

☆☆☆

اس نے بہت احتیاط سے لیپ ٹاپ اپنی ڈائننگ ٹیبل پر رکھا اور پیار سے اس پر ہاتھ پھیرا اور اسی مسکراہٹ کے ساتھ بیڈ پر رکھے شاپرز میں سے اپنے کپڑے نکالے جو اکرام علی نے اسے لے کر دیے تھے۔ انہیں اٹھا کر اس نے اپنی وارڈروب میں سیٹ کیا اور خود کپڑے تبدیل کرنے کے لیے واش روم میں چلی گئی۔

جب وہ واپس آئی تو فیض کو کمرے میں دیکھ کر وہیں رک گئی۔ وہ ٹیبل پر رکھے اس کے لیپ ٹاپ کو دیکھ رہا تھا۔ دروازہ کھلنے پر اس نے مڑ کر دیکھا۔

"لے آئی ہو لیپ ٹاپ، اچھا ہے۔" اس نے لیپ ٹاپ اٹھا لیا۔ "لیکن افسوس یہ لیپ ٹاپ تمہیں نہیں۔" جیا بے ساختہ دو قدم آگے بڑھی تھی۔

"فیض بھائی! یہ ابو نے مجھے لے کر دیا ہے"

"جانتا ہوں، اسی لیے تو لے رہا ہوں بدلے میں تمہیں اپنا لیپ ٹاپ بھی دے رہا ہوں اور اگر پھر بھی تمہیں شکایت کرنے کی کھجلی ہو تو شوق سے کرو۔ نتیجہ کیا ہوگا، ہمیشہ کی طرح ابو تمہاری وجہ سے میری انسلٹ کریں گے۔ اوکے، میں تیار ہوں" وہ کندھے اچکا کر بولا۔ "لیکن یہ لیپ ٹاپ تمہیں نہیں ملے گا جو چیز مجھے پسند آ جاتی ہے اگر وہ مجھے نہ ملتی تو میں اسے کسی اور کے قابل بھی نہیں چھوڑتا۔"

فیض نے اگر یہ سب کچھ اسے ڈرانے کے لیے کہا تھا تو وہ اس میں کامیاب ہو گیا تھا کیونکہ وہ واقعی ڈر گئی تھی اور فیض اس کے چہرے سے اس کا ڈر پڑھنے میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ اسی لیے کھل کر مسکرایا تھا۔

"امید ہے، میری بات تمہاری سمجھ میں آ گئی ہوگی۔"

وہ ایسے کمرے سے نکلا تھا جیسے کوئی فاتح نکلتا ہے۔ اس کے جاتے ہی کب سے ضبط سے روکے اس کے آنسو چھلک گئے تھے۔ اسے یہاں رہتے تین سال سے زیادہ ہو گئے تھے۔ گھر میں انسان کتا بلی پالے تو اس سے بھی انسیت ہو جاتی ہے۔ وہ تو جیتی جاگتی انسان تھی اور وہ بھی بے ضرر انسان۔ نہیں کیوں یہاں رہنے والے انسانوں کے دل اس کے معاملے میں اتنے سخت کیوں تھے۔ یہ نہیں کہ وہ مکمل ایڈجسٹ ہو گئی تھی یا سب بھول گئی تھی۔ اسے اپنے پاپا، اپنی مما بہت یاد آتے تھے لیکن وہ اب کبھی بھی اس کی زندگی میں واپس نہیں آ سکتے تھے۔ وہ حقیقت پسند تھی۔ اس نے چھوٹی سی عمر میں سمجھوتا سیکھ لیا تھا۔ اسی لیے تو اس نے اس گھر کو اور اس کے مکینوں کو اپنا لیا تھا لیکن وہ اسے اپنا نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان کی کوئی مجبوری نہیں تھی جبکہ اس کے پاس ان کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں تھا اور نہ ہی کوئی اور

٭٭٭

صبح اس کا فزکس کا پیپر تھا۔ وہ پورے انہماک کے ساتھ پڑھنے میں مصروف تھی۔ جب عائشہ اس کے قریب آ کر زور سے بولی۔

"جیا......!"

"کیا ہوا؟" وہ گھبرا کر پلٹی۔

"کب سے آوازیں دے رہی ہوں، بہری ہوگئی ہو کیا؟" جواباً وہ کافی بدلحاظی سے بولی تھی۔ جیا بھونچکی سے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"امی تمہیں بلا رہی ہیں۔"

"اچھا تم چلو، میں آتی ہوں۔"

عائشہ نے ایک نظر اس کی گود میں رکھے نوٹس پر ڈالی اور گھور کر کہا۔

"نہیں، ابھی چلو ضروری کام ہے۔" جیا گھبرا کر اس کے ساتھ ہو گئی۔ جب وہ لاؤنج میں آئی تو ذکیہ کے ساتھ ایک اور خاتون بیٹھی تھیں۔ وہ سلام کر کے ان کو دیکھنے لگی۔

"امی! آپ نے بلایا ہے؟" ذکیہ نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"کتنی دفعہ تم سے کہا ہے۔ مجھے امی مت کہا کرو۔" سبکی کے احساس سے جیا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"میری بہن ہیں ریحانہ۔ اسلام آباد سے آئی ہیں۔ کچھ دن یہیں رکیں گی۔ میں ان کے ساتھ بازار جا رہی ہوں۔ تم ایسا کرو۔ پلاؤ کے ساتھ آلو گوشت بنا لو۔"

"جی۔" وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں چلتی کچن میں آ گئی۔

پیاز کاٹتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ذکیہ جانتی تھی۔ صبح اس کا پیپر ہے۔ پھر بھی اسے کچن میں کام کرنے کے لیے بھیج دیا گیا تھا۔ وہ یہ جان بوجھ کر کرتی ہیں اسے تنگ کرنے کے لیے۔

الف لیلہ ہزار داستانیں

دلچسپ اور خوبصورت داستانیں جنہیں پڑھ کر بچے ہیری پوٹر کو بھول جائیں گے ایسی داستانیں جنہیں بڑے بھی پڑھ کر لطف اندوز ہوں گے

کتاب بذریعہ رجسٹری منگوائیں
-/300 روپے کا ڈسکاؤنٹ حاصل کریں
فی کتاب -/1200 روپے
ڈسکاؤنٹ -/300 روپے
آج ہی -/950 روپے
منی آرڈر ارسال فرمائیں

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
32216361
37

''کیا ہو رہا ہے؟'' حسان نے حیرت سے اسے
یکھا۔
''کھانا بن رہا ہے حسان بھائی؟'' وہ لہجے کو
روتی خوش گوار بنا کر بولی۔
''کل تمہارا پیپر ہے نا؟''
''جی!'' وہ اب رخ موڑ کر چاول دھونے لگی
ں۔
''عائشہ!'' احسان نے وہیں کھڑے کھڑے
شہ کو آواز دی تھی۔
''جی بھائی!'' وہ بھاگتی ہوئی آئی تھی۔
''جیا اکیلے کھانا بنا رہی ہے۔ کل اس کا پیپر
، تم بھی ساتھ اس کی ہیلپ کروا دو۔'' حسان کے
منے تو عائشہ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے
تے ہی وہ غصے سے جیا کے سامنے آ کر کھڑی
ں۔
''اتنا کون سا پہاڑ توڑ رہی تھیں جس کو کھودنے
لیے تمہیں دوسرے بندے کی ضرورت پڑتی
''
''میں نے تم سے کوئی ہیلپ نہیں مانگی۔'' جیا کا
دھیان ہنڈیا پر مرکوز تھا۔
''تو حسان بھائی کو خواب آیا ہے۔''
''عائشہ پلیز، اگر تم میری ہیلپ کر سکتی ہو تو
، ہے ورنہ جاؤ۔''
''تم!'' عائشہ طیش کے مارے اتنا ہی بول سکی
ں نے آگے بڑھ کر پانی کا بھرا ہوا جگ ہنڈیا
نڈیل دیا تھا اور آلو گوشت کے لیے کاٹی ہوئی
ن اٹھا کر ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔ یہ سب اس
ی تیزی سے کیا کہ جیا ہکا بکا دیکھتی رہ گئی۔
''لو کر دی تمہاری ہیلپ۔''
عائشہ نے استہزائیہ انداز میں مسکرا کر ہاتھ
ے اور باہر نکل گئی۔
جیا کا دل چاہا، وہ چیخ چیخ کر روئے لیکن اسے
ے کام لینا تھا۔ گھر میں مہمان تھے اور اسے مزید
شا نہیں لگوانا تھا۔ وہ دوبارہ تیزی سے ہاتھ

چلانے لگی لیکن وہ جتنی جلدی کر رہی تھی۔ اتنا کام خراب ہو رہا تھا۔

''کیا کر رہی ہو جیا؟'' اکرام علی کی آواز پر اس نے چونک کر دیکھا جبکہ وہ اس کا رویا ہوا چہرہ دیکھ کر پریشان ہو کر کچن کیا اندر آ گئے تھے۔''

''کیا بات ہے جیا! طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟''

جی ابو بس یہ کھانا نہیں بن رہا مجھ سے۔'' کہتے ہوئے ایک بار پھر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

''بیٹا! اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے، شازیہ خود کرے گی، تم کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو۔''

''شازیہ باجی چھٹی پر ہیں اور مجھ سے کوئی کام ٹھیک سے نہیں ہو رہا۔ کل میرا پیپر ہے اور ابھی زیادہ تیاری کرنے والی ہے۔ اس لیے دھیان بار بار ادھر جا رہا ہے۔''

''تو اس میں پریشانی والی کیا بات ہے۔ جاؤ تم جا کر پیپر کی تیاری کرو۔''

''لیکن ابو! آنٹی!'' وہ جھجک کر بولی۔

''ان کو چھوڑو۔ میں ان سے خود بات کر لوں گا۔ تم جاؤ، ریلیکس ہو کر اپنی تیاری کرو۔''

ان کے پچکارنے پر وہ گہرا سانس لیتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

''آپ آج جلدی آ گئے۔'' ذکیہ اکرام صاحب کو اس وقت دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔

''ہاں گھر کے پاس تھوڑا کام تھا، سوچا گھر بھی چکر لگا لوں۔'' وہ کوٹ اتارتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔

''ریحانہ آپا آئی ہیں۔''

''ہاں، باہر ان سے مل کر آ رہا ہوں۔'' وہ آنکھیں مسلتے ہوئے بولے۔

''چلو اچھا ہے۔ آپ کے لیے چائے بنواؤں کیونکہ پھر مجھے آپا کے ساتھ بازار کے لیے نکلنا ہے۔''

"ابھی ضرورت نہیں۔" کہہ کر وہ
دیکھنے لگے۔
"نہیں پتا بھی ہے، جیا کے پیپرز
پھر بھی تم نے اسے کچن میں مصروف

میں کچھ تلاش کر رہی تھیں، ہاتھ
دیکھنے لگیں۔
"آپ کی لاڈلی نے شکایت۔"
"اس نے کوئی شکایت نہیں کی۔"
ماتھے پر بل ڈال کر بولے۔ "اندھا نہیں
تمہارا کیا برتاؤ ہے اس کے ساتھ نظر آتا ہے
نوکر نہیں ہے وہ اس گھر کی۔"
"تو میں نے کب کہا، وہ نوکر ہے اگر گھر کا کام
ہے تو نوکر ہو گئی۔ میں جو کچن سنبھالتی ہوں تو
کی ہوں یا عائشہ کام کرتی ہے تو وہ نوکرانی

"عائشہ کرتی کب ہے کام، مجھے تو کبھی نظر نہیں
وہ ان سے پوچھنے لگے۔
"آپ کو ہمیشہ اپنی اولاد ہی بری لگتی ہے، پہلے
اب عائشہ کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔"
"بات کو الٹا رخ مت دو ذکیہ! جو پوچھ رہا
ہوں اس کا جواب دو۔"
"آپا آئی ہیں اسلام آباد سے، ان کے ساتھ
تھی۔ عائشہ نے بھی ساتھ جانا تھا۔ شازیہ
بھی پر ہے۔ اس لیے اس سے کہا۔ کھانا
اب مجھے کیا پتا تھا اسے اتنی مصیبت پڑ جائے
کی ذات ہے۔ کل کو اس کی شادی بھی کرنی
جب اسے کچھ نہیں آئے گا تو بھی آپ مجھے
کہ کچھ سکھایا نہیں۔ توبہ بھلائی کا زمانہ ہی
غصے سے بیگ کی زپ بند کر کے کھڑی

میں کچھ نہیں کہوں گی۔ اپنی لاڈلی کو خود

"بات کو بڑھاؤ مت، میرا مطلب یہ نہیں
کہ تم اسے اگنور کر دو۔ بس اس سے محبت اور شفقت
کے ساتھ پیش آؤ۔ وہ یتیم بچی ہے۔ اسے ہمارے
پیار اور ہمدردی کی ضرورت ہے۔"
"اس پیار اور ہمدردی کے لیے آپ کافی
ہیں۔" کہہ کر وہ باہر نکل گئیں جبکہ وہ افسوس سے
سر ہلا کر رہ گئے۔

☆☆☆

وہ واپس آ گئیں تو عائشہ ان کے انتظار میں لان
میں ہی ٹہل رہی تھی۔
"خیر ہے نا؟" اس کا انداز ہی ایسا تھا کہ انہیں
پوچھنا پڑا۔
"امی! آج اگر کچھ بنانا نہیں تھا تو مجھے بتا کر
جاتیں۔ میں کچھ آرڈر کر دیتی، اب فیض بھائی اور
حسان بھائی دونوں بھوکے بیٹھے ہیں۔ حسان بھائی تو
چلو برداشت کر لیتے ہیں۔ فیض بھائی کا پتا ہے نا آپ
کو، غصے میں بالکل آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتے
ہیں۔ اتنا غصہ کر رہے تھے، اسی لیے میں باہر آ گئی۔"
"عائشہ بیٹا! تم لڑکی ہو، اگر کچھ نہیں بنا تھا تو تم
خود بنا لیتیں۔ اس میں کیا مشکل تھا۔" ذکیہ کے
بجائے ریحانہ نے جواب دیا تو عائشہ ہڑبڑا کر ماں کو
دیکھنے لگی۔
"اس کو چھوڑیں آپا!" ذکیہ نے ریحانہ کا
دھیان وہاں سے ہٹایا۔ "جب میں جیا سے کہہ کر گئی
تھی کھانا بنا لے تو پھر اس نے بنایا کیوں نہیں۔"
"یہ مجھے نہیں پتا، آپ جاتے ہی وہ کمرے میں
گھس گئی تھی۔ بہانا بھی ہے اس کے پاس کہ کل اس کا
پیپر ہے۔"
"اس لڑکی نے تو میرا جینا حرام کر دیا ہے۔" وہ
غصے سے اندر بڑھی تھیں۔ "آپا! آپ بیٹھیں میں آتی
ہوں۔" کہہ کر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھیں جہاں
سے فیض اتر رہا تھا۔
"امی! اگر آپ کو شاپنگ پر جانے کا اتنا شوق
ہوتا ہے تو کچھ بنا کر جایا کریں۔ اس جی کے سر سارا
گھر چھوڑ جاتی ہیں جس کو انڈا تک ابالنا نہیں آتا۔"

"آہستہ بولو چیخ کیوں رہے ہو۔" انہوں نے گھرکنے کے انداز میں اسے گھور کر پیچھے صوفے پر بیٹھی بہن کو دیکھا۔

"غلط کیا کہہ رہا ہوں؟" وہ اب بھی ناراضی سے بولا۔

"پاگل کیوں ہو رہے ہو، بتا دیتی ہوں کچھ۔"

"مہربانی آپ کی رہنے دیں، اب میں باہر جا کر کچھ کھا لوں گا۔"

"ارے فیض!" وہ اسے پکارتی رہ گئیں لیکن وہ غصے میں باہر نکل گیا تھا۔

ان کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔ انہوں نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا۔ وہ جو بہت انہماک سے پڑھ رہی تھی۔ چونک کر دروازہ کو دیکھنے لگی اور ذکیہ کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔

"میں نے تم سے کچھ کہا تھا۔" وہ نہایت سنجیدگی سے اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئیں۔

"جی آنٹی!" وہ پریشانی سے نہ سمجھنے والے انداز میں انہیں دیکھنے لگی۔

"کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے، کھانا بنانے کو کہا تھا تم سے پھر کیوں نہیں بنا، تمہاری اتنی جرات ہو گئی کہ تم میری حکم عدولی کرو۔"

"آنٹی! میں نے آدھی ہنڈیا بنالی تھی لیکن عائشہ نے اس میں پانی ڈال کر خراب کر دیا تو ابو نے کہا۔ وہ باہر سے آرڈر کر دیں گے، اس لیے میں نے۔"

زوردار تھپڑ کی وجہ سے اس کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔ وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھ کر ان کا منہ دیکھنے لگی۔

"خبردار، آئندہ میری بیٹی کا نام لیا۔ ایک تو غلطی کرتی ہو، اوپر سے میری بیٹی کو بدنام کرتی ہو شاید اب تک اس گھر میں اپنی حیثیت کا اندازہ نہیں ہوا۔ یہ گھر میرا ہے، عائشہ کا ہے، وہ تمہیں حکم دے سکتی ہے لیکن تم نہیں، آئندہ اگر اس سے اس لہجے میں بات کی یا عائشہ اور میرے بارے میں کسی بھی قسم کی شکایت اکرام صاحب سے کی تو تمہارا وہ حشر کروں گی کہ تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔"

وہ انگلی اٹھا کر دھمکی دینے والے انداز [illegible] بولیں اس کا بایاں گال بری طرح سے جل [illegible] آنکھوں میں اس سے زیادہ جلن ہو رہی تھی [illegible] اپنی حیثیت کا اندازہ تھا لیکن پتا نہیں پھر بھی [illegible] کوئی نئے انداز سے اسے اس کی حیثیت کا اندازہ [illegible] جاتا تھا۔

پھر اس سے پڑھا ہی نہیں گیا اور ساری [illegible] اس نے روتے گزار دی تھی۔ اس کی آنکھیں [illegible] طرح سوجی ہوئی تھیں۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ [illegible] صاحب اسے دیکھیں، وہ سب کے اٹھنے سے [illegible] کالج کے لیے نکل گئی تھی۔ وہ سیدھی کینٹین [illegible] بسکٹ اور چائے پی کر اس کے حواس کچھ بحال [illegible] تھے۔

"توبہ ہے یار! سارا کالج چھان مارا اور [illegible] چائے سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔" عمیرہ تیزی [illegible] بولتی ہوئی اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی اور [illegible] پڑی تو بولی۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟"

"ہوں۔" جیا نے سر ہلانے پر اکتفا [illegible]

"پھر کچھ ہوا ہے؟" عمیرہ نے سنجیدگی [illegible] کی آنکھیں دیکھیں۔

جیا نے جواب دینے کے بجائے [illegible] گھڑی کی طرف دیکھا۔

"پیپر شروع ہونے والا ہے [illegible] بارے میں بعد میں بات کرتے ہیں [illegible] ایک نظر اسے دیکھا اور گہرا سانس [illegible]

پیپر ختم ہوتے ہی عمیرہ اسے [illegible] کینٹین لے آئی تھی۔ سموسوں اور [illegible] کر وہ جیا کو دیکھنے لگی۔

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

"ہونا کیا ہے وہی جو ہر [illegible] پر رکھے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو [illegible]

"اس دفعہ کیا بہانا بنایا گیا [illegible]

"کہنا نہیں بتایا۔" کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

"یہ ہوئی نا بات۔" عمیرہ نے غصے سے اسے … "تم سے جواب کیوں نہیں دیا جاتا۔"

"نہیں دے سکتی، یتیم ہوں نا، یہ تو ابو کی بہت … ہے کہ انہوں نے مجھے پیار عزت اور چھت … لیکن باقی سب کا رویہ میرے ساتھ اتنا خراب … ان کی بے عزتی ابو کے احسان پر بھاری پڑنے … میں ہر طرح سے ہر ایک کو خوش رکھنے کی کوشش کرتی ہوں لیکن پھر بھی سب کو شکایت رہتی ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا، میں ایسا کیا کروں کہ یہ مجھ سے خوش ہو جائیں۔"

"وہ تو مجھے لگتا ہے، تمہاری زندگی میں ممکن نہیں۔"

"پھر میں مر ہی جاؤں تو اچھا ہے۔" وہ ایک دم دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی تو عمیرہ نے بے ساختہ اٹھ کر اسے بازو کے حلقے میں لے لیا۔

"پاگل ہو جیا! تم تو اتنی بہادر ہو۔"

"نہیں ہوں میں بہادر۔" وہ اسی طرح منہ چھپائے بولی۔

"حوصلہ کرو یار! یہ کوئی پہلی بار تو نہیں ہوا۔" عمیرہ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، اس کو کن الفاظ میں تسلی دے۔

"جیا! بس کرو دیکھو۔ ارد گرد کی لڑکیاں بھی … دیکھ رہی ہیں۔" جیا نے اتنی مشکل سے خود پر قابو پایا۔

"… میرے ساتھ میرے گھر۔" گیٹ کے … عمیرہ نے اس سے کہا۔

"… عمیرہ! میں جانتی ہوں، تمہیں میری … لیکن یار میں کوشش کرتی ہوں سب … کو نظر انداز کرنا مشکل ہو جاتا ہے … تمہیں پریشان کر کے بھی مجھے

میں کوئی غیر نہیں۔ تمہاری دوست ہوں بلکہ تمہاری بہن ہوں۔" عمیرہ نے پیار سے اس کا منہ چومتے ہوئے کہا۔ "تم چلو میرے ساتھ۔"

"آج نہیں پھر کبھی۔ ابھی میں اتنی تھکی ہوئی ہوں بس سونے کو دل کر رہا ہے۔"

تب ہی گاڑی اس کے قریب آکر رکی تھی دونوں نے چونک کر دیکھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر حسان کو دیکھ کر اس نے بے ساختہ گہرا سانس لیا تھا اور عمیرہ کو اللہ حافظ کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی۔

ڈرائیو کرتے ہوئے حسان نے ایک نظر خاموش بیٹھی جیا پر ڈالی۔ "پیپر کیسا ہوا تمہارا؟"

"بس ٹھیک تھا۔"

"بس ٹھیک، کیا مطلب؟ تمہارا پیپر تو ہمیشہ بہت اچھا ہوتا ہے۔"

"جی ہوتا ہے لیکن اس دفعہ تیاری ٹھیک نہیں تھی۔"

"ہوں۔ امی نے کچھ کہا ہے۔"

"نہیں۔" وہ اب گود میں رکھے بیگ کے اسٹریپس کو موڑنے لگی۔ "مجھ سے چھپانے کی ضرورت نہیں میں تمہیں بھی جانتا ہوں اور امی کو بھی ضرور انہوں نے کوئی بڑا تماشا کیا ہوگا۔" جیا کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے جنہیں روکنے کے لیے وہ تیزی سے پلکیں جھپکنے لگی تھی۔

"میں جتنی کوشش کرتی ہوں حسان بھائی! اتنا سب مجھ سے ناراض رہتے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کام سے انکار نہیں کیا۔ بس پیپر کی ٹینشن میں کام نہیں ہو پا رہا تھا، ابو نے کہا کہ وہ کھانا آرڈر کر دیں گے۔ میں ریلیکس ہو کر چلی گئی۔ ابو شاید بھول گئے۔ آنٹی کو لگا میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ میں آنٹی اور عائشہ کی شکایتیں لگاتی ہوں۔ میں نے ایسا کبھی نہیں کیا حسان بھائی۔" اب کی بار وہ رو پڑی تھی۔

حسان نے ایک نظر اسے دیکھا اور سائیڈ پر

تمہیں یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں لیکن مجھے افسوس اس بات پر ہو رہا ہے کہ تم نے سب جانتے ہوئے بھی امی کی باتوں کو دل پر لے لیا" صبح ناشتا کیے بغیر آ گئیں۔ جانتی ہو پیچھے سے ابو کتنے پریشان ہو رہے تھے۔"

"میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا حسان بھائی! بس پیپر کی ٹینشن تھی۔ آپ جانتے ہیں نا ڈاکٹر بننا میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے میں ہر بات برداشت کر لیتی ہوں بس جب بات میری اس خواہش پر آتی ہے تو میں اس سے دست بردار ہونے کے خیال سے ہی ڈر جاتی ہوں۔ کل تو حد ہو گئی۔ آنٹی نے مجھ پر ہاتھ بھی اٹھا لیا۔ اس وجہ سے میں اپ سیٹ تھی۔"

بات کے اختتام پر اس نے گہرا سانس لے کر دونوں ہاتھوں سے چہرے کو صاف کیا۔" جبکہ حسان ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"امی نے تم پر ہاتھ اٹھایا۔" حسان کی بے حد سنجیدہ آواز کو جیا نے چونک کر اسے دیکھا۔

"پلیز احسان بھائی! آپ آنٹی سے کوئی بات نہیں کریں گے۔ انہیں آگے ہی لگتا ہے، میں ابو سے ان کی شکایتیں کرتی ہوں۔"

حسان نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ جبکہ وہ سارا راستہ پریشان رہی حسان کی کسی قسم کی باز پرس اس کی زندگی کو مزید اجیرن کر سکتی تھی۔

"حسان بھائی! آپ آنٹی سے کوئی بات نہیں کریں گے۔" گاڑی سے اتر کر اس نے ایک بار پھر کہا تھا۔ تو وہ سر ہلا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

☆☆☆

اسے سخت بھوک لگی تھی۔ وہ منہ ہاتھ دھو کر نیچے آئی تو سب ڈرائنگ روم میں جمع تھے سوائے اکرام صاحب کے، وہ وہیں سے مڑنے لگی تھی لیکن حسان نے اسے دیکھ لیا تھا اور آواز بھی دے ڈالی تھی۔ وہ جھجکتے ہوئے حسان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

حسان نے اپنی پلیٹ میں چاول ا... پہلے ڈش اس کی طرف بڑھائی تھی اور ا... مگر خود اس کی پلیٹ میں چاول نکالے تھے... نے معنی خیز نظروں سے ذکیہ کو دیکھا جو تیوریاں... پہلے ہی جیا پر گاڑے بیٹھی تھیں۔

"کھانا کیسا بنا ہے خالہ؟" عائشہ نے ... انداز سے ریحانہ سے پوچھا تھا۔

"بہت اچھا بنا ہے۔" وہ بریانی کا چمچ ... ڈالتے ہوئے بولیں۔

"میں نے بتایا ہے ورنہ کچھ لوگوں کو ... کے سوا کوئی کھانا نہیں بنا سکتا۔ کھانا نہیں بنا ... لوگ بھوکے رہ جائیں گے۔"

بریانی کھاتی جیا کا ہاتھ رک گیا تھا حسان ... نظر اٹھا کر عائشہ کو دیکھا ساتھ ہی نظر فیض ... کے لبوں پر ہنسی دبی تھی۔

"کس کی بات کر رہی ہو۔" حسان نے ... غصے سے پوچھا تو عائشہ نے گڑبڑا کر ماں کو دیکھا۔

"کہنا کس کو ہے۔ ایک بات کر رہی ..." عائشہ کی بجائے ذکیہ نے جواب دیا تھا۔

"یہ ایسے ہی ایک بات نہیں امی ایک تو ... نے غلطی کی، اوپر سے آپ اسے شہ دے رہی ... عائشہ بھی کبھی کتنی ضد کرتی ہے، آپ ... کر جاتی ہے۔ آپ نے کبھی اسے ڈانٹا بھی نہیں ... اٹھانا تو بہت دور کی بات ہے اور جیا سے بغیر ... کے آپ نے تھپڑ دے مارا۔"

ذکیہ نے بے ساختہ بوکھلا کر اپنی بہن کو دیکھا ...

"حد ہوتی ہے ہر بات کی میرے ... پہلے میرا شوہر اب میرا بیٹا مجھ سے وضاحت ... ہے، میں کیا کرتی ہوں اور کیا نہیں، اب ... بات کی تمہیں صفائی دوں گی۔"

"امی! میں یہ نہیں کہہ رہا۔"

"تم تو منہ بند ہی رکھو حسان! تم ہی ... مقابلہ میری بیٹی سے کر رہے ہو۔"

"امی پلیز! خوف خدا بھی کوئی چیز ..."

...سال ہو گئے ہیں ہمارے ساتھ رہتے
... کے ... ہیں۔ وہ بھی
... گھر کی ایک فرد ہے، بالکل عائشہ کی طرح اس
... بہتر ہوگا۔ آپ اس سے انسانوں والا سلوک
... کر، وہ کھڑا ہو گیا اور دیوار پر لگی ہینگ کی
... اٹھا کر باہر نکل گیا۔

... کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔
... تمہیں ہاتھ کہیں اٹھانا چاہیے تھا۔
ریحانہ کے کہنے پر ان کا اشتعال اور بڑھ گیا
... نے بھی کچھ کہنے سے گریز کیا تھا۔ فیض نے
... کا چہرہ دیکھا تو بات گھما کر کھڑا ہو گیا۔
"چھوڑیں نا امی! آپ کیوں دل برا کرتی
... حسان کا تو پتا ہے نا، ہے ہی ابو کا چچہ۔ چلیں
... کھانا کھائیں۔"
وہ ان کا سر چوم کر بولا تو ذکیہ مسکرا دی تھیں۔
... کی طرف جا رہا ہوں۔ تھوڑا لیٹ آؤں
گا۔"

اس کے جانے کے بعد ریحانہ نے غور سے
... کو دیکھا۔
"حسان کچھ زیادہ ہی طرف داری نہیں کرتا اس
لڑکی کی۔"
"شروع سے ہی آپا اکرام اور حسان دونوں کو
... دنیا کی مظلوم ترین ہستی محسوس ہوتی ہے اور میں
... ترین اور وہ بھی پتا نہیں کیسے کیسے مظلومیت کے
... روتی ہے کہ باپ بیٹا میرے مقابل آکر
... ہو جاتے۔"
"اکرام کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن حسان کی یہ
... تو کوئی اور ہی کہانی سنا رہی ہے۔"
"مطلب؟" ذکیہ کے ساتھ عائشہ بھی چونک کر
... لگی۔
... آپا مجھے چند دنوں میں صاف
... اتنے سالوں ساتھ رہ کر اندازہ
... داری بے سبب نہیں۔ حسان لڑکا ہے
... بہت بے تکی بھی تو وہ

اس کی بے نہیں۔"
یہ انکشاف میں دم تو تھا۔ ذکیہ کتنی دیر تو کچھ بول ہی
نہیں سکیں۔
"میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی۔"
"تو بہتر ہے، ابھی کچھ کرلو۔ اس سے پہلے بات
تمہارے ہاتھ سے نکل جائے۔"
"اور ہاں فیض پر بھی نظر رکھو۔" اور وہ جو حسان
کے بارے میں سوچ رہی تھیں۔ چونک کر انہیں
دیکھنے لگیں۔
"فیض کیوں؟"
"فیض بھی لڑکا ہے۔"
ذکیہ کا سر بے ساختہ نفی میں گھوما۔
"نہیں آپا! فیض کے پسند کرنے کا سوال ہی
پیدا نہیں ہوتا۔ وہ تو اس لڑکی کی شکل بھی دیکھنے کا
روادار نہیں کجا کہ اس سے محبت کی پینگیں بڑھاتا
پھرے۔" ان کے لہجے میں فیض کے لیے یقین تھا
جسے سمجھ کر ریحانہ نے سر ہلا کر پانی کا گلاس لبوں سے
لگا لیا تھا۔
ریحانہ آپا کی باتوں نے ان کی نیند اڑا دی تھی
وہ بازو سر پر رکھے مسلسل چھت کو گھور رہی تھیں۔ اکرام
علی نے کتاب سے نظر ہٹا کر انہیں دیکھا۔ اور کتاب
بند کر دی۔
"کیا بات ہے ذکیہ! بڑی گہری سوچ میں لگتی
ہو، کوئی مسئلہ ہے کیا؟"
انہوں نے نظریں گھما کر انہیں دیکھا اور اپنی
طرف متوجہ دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گئیں۔
"مسئلہ تو کوئی نہیں۔ بس سوچ رہی تھی کہ حسان
کی شادی کر دوں۔"
"کیا؟" وہ جو کسی مسئلے کے بارے میں سننے
کے منتظر تھے۔ ایسی بے تکی بات سن کر پہلے حیران
ہوئے اور پھر بڑے بے ساختہ انداز میں ہنس
پڑے۔
"اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے۔" وہ برا مانتے
ہوئے بولیں۔

"اس سال کا سب سے بڑا لطیفہ ہے یہ۔"
"کیوں حسان کی شادی نہیں کرنی آپ نے۔"
"کرنی ہے، کیوں نہیں کرنی لیکن ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے۔"
"کیوں پڑھائی وہ مکمل کر چکا ہے آپ کے ساتھ فیکٹری سنبھال رہا ہے۔"
"بیگم! جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اسے فیکٹری جاتے، میں اتنی چھوٹی عمر میں اسے اتنی ذمہ داریوں میں نہیں ڈالنا چاہتا۔"
انہوں نے مسکرا کر یوں گردن کو جھٹکا دیا جیسے کوئی انسان بچکانہ بات سن کر اظہار کرتا ہے۔
"ہاں۔ چاہے اتنی دیر میں لڑکا ہاتھ سے نکل جائے۔" اب کے انہوں نے چونک کر ذکیہ کو دیکھا۔
"کیا مطلب؟ کچھ ہوا ہے۔" حسان نے کچھ کہا ہے۔
"حسان نے کچھ کہا نہیں لیکن مجھے لگتا ہے اس کی شادی کر دینی چاہیے۔"
اب کی بار اکرام علی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ ان کو دوبارہ کتاب کھولتا دیکھ کر انہیں پھر بولنا پڑا تھا۔
"اگر حسان کسی کو پسند کرتا ہو تو آپ مان جائیں گے؟"
اکرام علی نے ابرو اچکا کر انہیں دیکھا۔ "کوئی تو بات ہے ذکیہ بیگم! جو یوں گھما گھما کر باتیں کر رہی ہو۔"
"میں کیا پوچھ رہی ہوں وہ بتائیں۔"
"ہاں اس میں کوئی حرج نہیں زندگی اس نے گزارنی ہے، جس میں وہ خوش اس میں ہم خوش۔"
ذکیہ نے دانت پر دانت جما کر خود کو کچھ کہنے سے روکا تھا۔
"اولاد پر ماں باپ کا بھی حق ہوتا ہے۔ میری خواہش ہے، اپنے بیٹوں کے لیے لڑکیاں میں خود تلاش کروں۔"
"تو کس نے منع کیا ہے تمہیں؟"
تو ٹھیک ہے میں کل سے ہی [illegible] لڑکی ڈھونڈنا شروع کرتی ہوں۔"
انہوں نے غور سے اپنے شوہر کا چہرہ دیکھا [illegible] تھا۔
"ایک اور بات بھی کرنی ہے۔"
"ہاں بولو۔" انہوں نے گہرا سانس [illegible] کتاب ہی بند کر دی۔
"آپا اپنے بیٹے مدثر کے لیے عائشہ [illegible] مانگ رہی ہیں۔
دیکھو ذکیہ! میری سمجھ میں نہیں [illegible] تمہیں اپنی اولاد کی شادیوں کی فکر کیوں [illegible] عائشہ ابھی ایف سی ایس میں ہے۔ [illegible] گریجویشن تو کمپلیٹ کرنی چاہیے اور آپا [illegible] تین سال سے پہلے وہ ایسا سوچیں بھی مت [illegible] انداز دو ٹوک تھا۔
"ٹھیک ہے، رسم نہیں کرتے لیکن رضا [illegible] دے سکتی ہوں۔"
"نہیں ابھی نہیں، پہلے میں خود [illegible] کرواؤں گا۔"
"کمال کرتے ہیں آپ، وہ میری [illegible] ہے۔ آپا کیوں میرے ساتھ دھوکا کرنے لگیں"
"بات تمہاری آپا اور بھانجے کی [illegible] میری تسلی کی ہے۔"
اب کی بار انہوں نے کہہ کر کروٹ بدل [illegible] سائیڈ لیمپ بھی آف کر دیا۔ اور مزید بات [illegible] ارادہ لیے ذکیہ صرف بڑبڑا کر رہ گئیں۔

☆☆☆

صبح سے شام ہو گئی تھی لیکن آنسو تھے کہ [illegible] نہیں آ رہے تھے۔ زندگی کا ایک ہی خواب [illegible] ٹوٹ گیا تھا۔ اور ویسے تو کام کے لیے [illegible] آوازیں پڑتی تھیں لیکن آج کسی نے اسے ایک [illegible] بھی نہیں بلایا تھا اور نیچے سے آتی قیقے [illegible] قہقہوں کی آواز اس کے اعصاب پر [illegible]

ٹھہر گیا۔ رہی تھی، ہلکی سی دستک ہوئی تو دروازہ کھولا دروازے پہ اس نے سامنے دیکھا اور حسان کو دیکھ کر اس کے لبوں میں جان آگئی تھی۔ وہ ڈائننگ ٹیبل کے قریب ہی کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا، میں کن لفظوں میں تمہیں تسلی دوں کیونکہ میری باتیں تمہاری تکلیف کا مداوا نہیں کر سکتیں، لیکن میں پھر بھی یہی کہوں گا۔ رونا کسی مسئلے کا حل نہیں اور تم تو بہت بہادر ہو۔"

اب کی بار جیا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"حسان بھائی! میں بالکل بہادر نہیں، آپ کو کیوں لگتا ہے میں بہادر ہوں۔ میں نہ اپنے لیے کچھ کر سکی اور نہ ہی کسی کو کوئی خوشی دے سکتی ہوں۔ ہر کوئی مجھ سے جان چھڑانا چاہتا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا میری زندگی کا مقصد کیا ہے۔ کیوں ہوں میں اپنے ماں باپ کے ساتھ میں کیوں نہیں مر گئی۔" وہ اب اور شدت سے رونے لگی۔

"کیسی فضول باتیں کر رہی ہو جیا! ایسے نہیں بولتے، اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔"

"اللہ تعالیٰ ناراض ہیں مجھ سے، اس لیے تو میری ہر خواہش کو رد کر دیتے ہیں۔ ہر خوشی مجھ سے چھین لیتے ہیں۔"

"اللہ تعالیٰ ناراض نہیں جیا! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے، کبھی لے کر اور کبھی دے کر۔ تم جانے والی چیزوں کی فکر کر کے خود کو دکھی کر رہی ہو۔ ان نعمتوں کا شکر ادا کیوں نہیں کرتیں جو تمہارے پاس ہیں تمہاری صحت و تمہاری ذہانت، تمہارا اچھا کردار۔"

"لیکن یہ چیزیں بھی مجھے کوئی فائدہ نہیں دیتیں حسان بھائی! میں جو زندگی گزار رہی ہوں، مجھے نہیں پسند، اس گھر میں کیوں رہنے پر مجبور ہوں۔ جہاں مجھے حقارت سے دیکھا جاتا ہے ذلیل کیا جاتا ہے۔ اگر یہی خواب میڈیکل میں جانے کا عائشہ کا ہوتا تو آنٹی ایسے کرتیں جیسے میرے ساتھ کیا۔ کیا فیض بھائی ایسے اسے تنگ کرتے جیسے مجھے کرتے ہیں؟ میں اگر آج میڈیکل میں نہیں جا سکی تو اس کی وجہ فیض بھائی اور آنٹی ہیں۔ وہ مجھے اتنا تنگ کرتے تھے کہ میں پڑھ نہیں پائی تھی۔ آپ ان باتوں پر مجھے شکر ادا کرنے کو کہہ رہے ہیں۔"

اس نے بڑے افسوس اور دکھ سے حسان کو دیکھا۔

"جیا! مجھے پتا ہے، امی اور فیض تمہیں تنگ کرتے ہیں لیکن کیا ابو تم سے پیار نہیں کرتے یا تمہیں میرے خلوص پر کوئی شک ہے؟ مجھے نہیں پتا، اللہ تعالیٰ کی اس میں کیا مصلحت ہے جو وہ تمہیں یہاں لے کر آئے لیکن جہاں تک یتیم اور بے گھر ہونے کی بات ہے کتنے یتیم دیکھے ہیں جن کو سہارا ملتا ہے۔ تم نے ابھی دنیا نہیں دیکھی۔ کتنی خطرناک ہے۔ ایک گھر کتنا مضبوط سہارا ہے جو ہر گرم سرد اور بری نظروں سے محفوظ رکھتا ہے۔ ابو نے کبھی تمہاری حق تلفی نہیں کی بلکہ تمہیں ہمیشہ سب سے زیادہ پیار کیا ہے۔ اور تم جانتی ہو فیض کو بھی یہی مسئلہ ہے کہ ابو اس سے زیادہ تمہیں پیار کرتے ہیں۔ تمہیں امی اور فیض کا رویہ نظر آتا ہے میرا اور ابو کا رویہ نظر نہیں آتا۔"

جیا نے نظروں کے ساتھ ساتھ سر بھی جھکا لیا تھا۔ اس نے پتا نہیں جذبات میں کیا کچھ بول دیا تھا۔

"آئی ایم سوری حسان بھائی! میں پتا نہیں کیا بول گئی ہوں۔" وہ کنفیوز ہو کر بولی تو حسان مسکرا دیا تھا۔

"نہیں۔ مجھے برا نہیں لگا میں سمجھ سکتا ہوں۔ تم اس وقت تکلیف میں ہو اور انسان اپنوں سے ہی گلہ کرتا ہے۔ مجھے یہ اچھا لگا تم نے مجھے کچھ سمجھا۔"

"نہیں حسان بھائی! اس دنیا میں ابو اور آپ کے علاوہ میرا ہے ہی کون؟"

"پاگل۔ سب تمہارے ہیں امی، عائشہ، فیض۔ بس انہیں تھوڑا ٹائم دو۔ سب ٹھیک ہو جائیں گے۔"

اسے یقین نہیں تھا لیکن وہ حسان کو مزید ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی سو خاموش رہی۔

"چلو اٹھو، تمہیں عمیرہ کی طرف چھوڑ آتا ہوں۔"

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"بات کرنے سے بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ تمہاری بیسٹ فرینڈ ہے۔ تم اس کے ساتھ دل کھول کر بھڑاس نکال سکتی۔ ہوا ہی، بلکہ، میرے بارے میں سب کے بارے میں دل کھول کر برائیاں کر سکتی ہو۔"

"حسان بھائی آپ مجھے ایسا سمجھتے ہیں۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"مذاق کر رہا تھا یار!"

"کہیں تو اسے فون کر کے بلا لوں۔"

"نہیں۔ وہ پریشان ہوں گے اور کل جب وہ آئیں گے تو ان کا دل بھی برا ہوگا۔"

"نہیں ہوگا۔ وہ تمہیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں اور دنیا ختم نہیں ہو گئی تم دوبارہ پیپر زدے سکتی ہو۔"

"نہیں اب مجھ سے نہیں ہوگا۔" وہ نفی میں سر ہلا کر بولی۔

"تو کوئی بات نہیں، بی ایس سی میں ایڈمیشن لے لو۔ سوچنا یہی اللہ کی مرضی تھی۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں باہر ویٹ کر رہا ہوں۔ تیار ہو کر آ جاؤ شاباش۔" وہ اس کا سر تھپتھپا کر نکل گیا تھا۔

وہ نیچے آئی تو حسان لاؤنج میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"امی! میں جیا کو چھوڑنے اس کی دوست کے گھر جا رہا ہوں۔" جانے سے پہلے اس نے ٹی وی دیکھتی ذکیہ کو اطلاع دی تھی۔

"کیوں؟" وہ سر گھما کر اسے دیکھنے لگیں۔

"مٹھائی دینے جا رہی ہوگی۔" عائشہ نے بمشکل اپنی ہنسی روک کر اپنی بات مکمل کی تھی۔

"صحیح کہا۔ ڈیو چہ کی ڈاکٹر جیا!" اب کی بار فیض نے بھی حصہ لیا۔ آنسو روکنے کے چکر میں جیا کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"تم لوگوں کی بکواس بند نہیں ہوتی۔" حسان نے غصے سے دونوں کو دیکھا۔ جو آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو پتا نہیں کیا اشارے کر رہے تھے۔

"چلو جیا!" حسان کے کہنے پر وہ تیزی سے باہر نکلی۔

"ان کو دفع کرو، یہ دونوں ایسے ہی فضول بولتے ہیں تم اپنا موڈ ٹھیک کرو۔" حسان بے چارہ اس کو تسلیاں دے دے کر پریشان ہو گیا تھا۔

☆☆☆

وہ بہت کم عمیرہ کے گھر آتی تھی اور آج تو کال بھی بغیر اطلاع کے تھی تو حیران ہونا تو بنتا تھا۔ عمیرہ کی امی نے تو باقاعدہ حیرت کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ عمیرہ کی پھوپھو بھی وہاں موجود تھیں جنہوں نے اس کا سر سے پیر تک جائزہ لیا تھا اور ان کی نظریں ایسی تھیں کہ وہ وہاں سے فرار کی راہیں ڈھونڈنے لگی تھی۔ تب ہی اندر داخل ہوتی عمیرہ کو دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔ فارمیلٹی میں وہاں بیٹھ گئی تھی تب ہی عمیرہ کی پھوپھو نے انٹرویو کے نام پر اس سے عجیب و غریب سوال کرنے شروع کر دیے تھے۔

"چلو جیا! میرے روم میں چلتے ہیں۔" وہ اس سے پیشتر اٹھ کر اس کے ساتھ آئی تھی۔

"میں بتا نہیں سکتی جیا! تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے۔"

اور وہ جو باہر بڑے ضبط کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ اندر آتے ہی اس کا ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔ عمیرہ کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

"کیا ہوا جیا خیریت تو ہے؟ کیوں ایسے رو رہی ہو؟"

وہ اس کے اتنے بری طرح رونے سے پریشان ہو گئی تھی۔ اس نے بمشکل اسے خود سے الگ کیا۔

"ٹھہرو، میں تمہارے لیے پانی لاتی ہوں۔"

"نہیں۔" جیا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک

"پھر پتا کیا ہوا ہے؟"
"میں ڈاکٹر نہیں بن سکتی کیونکہ میں انٹری ٹیسٹ میں فیل ہوگئی ہوں۔"
عمیرہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتی رہی تھی پھر آنکھیں صاف کر کے اسے دیکھنا پڑا۔
"تم تو ایسے رو رہی ہو جیسے کوئی قیامت آگئی ہو۔"
"عمیرہ!" جیا نے بڑے دکھ سے اسے دیکھا۔ "تم جانتی ہو ڈاکٹر بننا میری کتنی بڑی خواہش تھی۔"
"جانتی ہوں لیکن رونے سے تم کچھ بدل نہیں سکتی ہو صرف خود کو تکلیف دے رہی ہو۔" وہ اس کا سر سہلاتے ہوئے بولی۔
"میں نے کتنی محنت کی تھی لیکن سب ضائع ہوگئی جانتی ہو کس کی وجہ سے؟ فیضی بھائی اور آپی کی وجہ سے وہ جان بوجھ کر تنگ کیا کرتے تھے کہ میں پڑھ نہ سکوں۔" جیا نے کہا وہ پھر رونے لگی تھی۔
"اچھا یار! اب خود کو ہلکان نہ کرو۔ مجھے دیکھو میں بھی فیل ہوئی ہوں۔ سب گھر والے میرا مذاق اڑاتے ہیں لیکن میں زیادہ اس بات سے ہارٹ نہیں ہوتی بلکہ انجوائے کرتی ہوں اور تم اتنی بریلینٹ اسٹوڈنٹ ہو کر ایسے رو رہی ہو جیسے دنیا انٹری ٹیسٹ پر ختم ہوگئی ہو۔"
"میں اب پڑھنا ہی نہیں چاہتی۔" وہ آنسو صاف کرتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں بولی۔
"پاگلوں جیسی بات نہ کرو جیا!" عمیرہ اب غصے سے بولی۔
"تو کیا کروں پھر؟ وہ لوگ مجھے پڑھنے نہیں دیں گے۔"
"تو انکل سے کہو۔ تمہیں ہاسٹل میں بھیج دیں۔"
"ہاسٹل میں کیسے؟" وہ پریشان ہو کر بولی۔ "ہاسٹل میں لوگ اکیلے نہیں رہتے جن کھا جائیں گے۔"
جیا نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"محنت ہو کر جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔"
اس کے جانے کے بعد اس نے گہرا سانس لے کر خود کو پرسکون کیا۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے بے ساختہ نظر اٹھایا تھا۔
"کیا یار ہے یار! کل سے کچھ نہیں کھایا اب تو سخت بھوک لگ رہی ہے۔" تب ہی دروازہ کھول کر کوئی تیزی سے اندر آیا تھا۔
اس نے کھلے بالوں کو تیزی سے سمیٹ کر جیسے ہی سیدھی ہوئی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس نے بے ساختہ خود پر لیا دوپٹہ درست کیا تھا۔
"سوری میں عمیرہ سمجھ کر اندر آیا تھا۔"
آنے والا وضاحت تو دے رہا تھا لیکن نظریں اس پر سے ہٹانے کو تیار نہیں تھا۔ تبھی ٹرالی گھسیٹتی ہوئی عمیرہ اندر آئی تھی اور اسے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔
"کامران بھائی! آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"
"میں تم سے چارجر لینے آیا تھا۔ مجھے نہیں پتا تھا کمرے میں کوئی اور بھی ہے۔"
عمیرہ ٹرالی بیڈ کے پاس رکھ کر ڈریسنگ کی طرف آئی دراز سے چارجر نکال کر اسے تھمایا۔
"تھینکس کزن لیکن تعارف تو کروایا نہیں تم نے۔"
"یہ میری دوست ہے۔"
"یہ کیسا تعارف ہے۔" کامران نے مسکرا کر اسے دیکھا۔
"اور کیسے کرواتے ہیں تعارف" عمیرہ نے اب کمر پر ہاتھ ٹکا کر اسے گھورا۔
"ایسے۔" اس نے گلا کھنکار کر جیا کو دیکھا۔
"میرا نام کامران ہے۔ میں عمیرہ کا پھوپھی زاد ہوں پیشے سے ڈاکٹر ہوں اور ابھی تک سنگل ہوں، تین بہنوں کا اکلوتا بھائی ہوں اور آپ۔"

وہ اب دیا سے پوچھ رہا تھا اور دیا پہلے ہی اس کے یوں دیکھنے اور کھڑے ہونے پر جز بز ہو رہی تھی۔
اس نے اکتا کر عمیرہ کو دیکھا۔

"یہ میری دوست ہے بس اتنا ہی تعارف ہے۔ اب آپ جائیں۔ ہمیں ضروری باتیں کرنی ہیں۔" کہنے کے ساتھ اس نے دھکیل کر اسے باہر نکالا تھا اور دروازہ بھی لاک کر دیا تھا جبکہ وہ ارے ارے کہتا رہ گیا تھا۔

"یہ پھپھو اور ان کی اولاد ایسے ہی چپکو ہیں تم اگنور کرو اور ریلیکس ہو کر کھانا شروع کرو، مجھے بہت بھوک لگی ہے۔" عمیرہ نے کہنے کے ساتھ اس کی پلیٹ میں سالن بھی ڈال دیا تھا۔

☆☆☆

"بس کرو بیٹا اب مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔" اکرام علی نے اپنے کندھے سے لگا اس کا سر تھپتھپا کر کہا جو کب سے ان کے ساتھ لگی رو رہی تھی۔

"ابو! آئی ایم سوری میں آپ کی خواہش پوری نہیں کر سکی۔"

"نہیں بیٹا! میں جانتا ہوں تم نے بہت محنت کی ہے۔ تمہارا قصور نہیں ہے۔" وہ اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے بولے۔

"میں اب مزید نہیں پڑھنا چاہتی۔" وہ ان سے الگ ہو کر چہرہ صاف کرکے بولی تو اکرام علی کے ساتھ سامنے کاؤچ پر بیٹھے حسان نے بھی اسے چونک کر دیکھا۔

"یہ کیا بات ہوئی بیٹا! ہار جیت تو زندگی کا حصہ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا انسان ہمت ہار کر بیٹھ جائے۔"

"ایک ٹھوکر نہیں ابو! ٹھوکروں کی زد میں ہے میری زندگی، میں اپنے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔"

"اتنا کچھ کھانے کے بعد بھی بیٹا تم وہی مایوسی کی باتیں کر رہی ہو۔" حسان نے افسوس سے اسے دیکھ کر کہا تھا۔

"تو میں یہ سمجھوں کہ تمہیں ابو پر اعتماد نہیں رہا۔"

وہ اس کی آنکھوں میں کچھ [illegible]
[illegible] تمہیں ابو ایسا کیوں لگتا [illegible]
آگے پڑھنا نہیں [illegible]
"تو کیا کرو گی [illegible] سوال ہو گا۔"
اس نے [illegible] کے آنسو [illegible]
نے اسے ساتھ لگایا۔
"میری خواہش ہے [illegible] ہے۔ وہ خود اپنے پیروں پر کھڑی ہو۔"
"ابو! یہاں مجھے کوئی پڑھنے نہیں [illegible] مجھے ہاسٹل بھیج دیں۔"
اکرام علی نے گہرا سانس لے کر اسے خود سے الگ کیا۔

"تم مجھے بار بار احساس کیوں دلاتی ہو کہ میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا [illegible] نہیں دے سکتا۔ میں نے آج تک تم میں اور [illegible] میں بھی کوئی فرق کیا ہوتا تو۔"

"ابو ایسا نہیں ہے۔" وہ پریشان ہو کر بولی۔

"پھر تم نے ہاسٹل کا ذکر کیوں کیا۔ میں [illegible] چاہوں گا کہ میری بیٹی اکیلی رہے۔ چاہے [illegible] یا عائشہ [illegible] دنیا کتنی ظالم ہے۔ تمہیں اس [illegible] نہیں اور اگر تم ہاسٹل میں رہو گی تو میں یہاں [illegible] سکون سے رہوں گا۔"

ان کا روہانسا لہجہ محسوس کرکے اس نے ان [illegible] ہاتھ چوما تھا۔

"ابو! آپ میرے لیے دنیا میں سب سے [illegible] کرتے ہیں۔ میرے اپنے بابا بھی زندہ ہوتے تو شاید [illegible] نہ کرتے جتنا آپ نے میرے لیے کیا ہے۔ میں [illegible] بھی آپ کو تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ میں [illegible] ہاسٹل کا اس لیے کہہ رہی تھی کہ میری وجہ سے سب [illegible] پرابلم ہے وہ ختم ہو جائے۔"

"جس کو جو مسئلہ ہے، اس کو اس کے ساتھ [illegible] رہنے دو۔ یہ گھر جتنا حسان، لیفی اور عائشہ کا [illegible] ہی تمہارا ہے۔ مسئلے ہر گھر میں ہوتے ہیں۔ [illegible] مطلب یہ نہیں ہوتا انسان گھر سے ہی بھاگ جائے [illegible]

... تم چاہو کہ سب سے بہترین یونیورسٹی میں ایڈمیشن کرواؤ اور اس کے علاوہ میری بیٹی ... کرے۔"

"... نہیں چاہیے ابو۔"

"ٹھیک ہے... تمہاری مرضی ہے لیکن میں اپنی بیٹی کے لیے خود شاپنگ کروں گا۔ بس اپنی بیٹی سے ... چاہتا ہوں، وہ اپنے ابو سے دور جانے کی اور ... کی باتیں نہ کیا کرے، ابو کو تکلیف ہوتی ہے۔"

جیا کتنی دیر ان کا پرشفقت چہرہ دیکھتی رہی

"ایسا نہیں ہوگا ابو۔"

"مجھے اپنی بیٹی سے یہی امید تھی، جاؤ اب آرام کرو۔"

اس کے جانے کے بعد اکرام علی کے چہرے کی مسکراہٹ اور سکون دونوں غائب ہو گئے تھے۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا، کوئی عورت اتنی سخت دل کیسے ہو سکتی ہے۔" اکرام علی کی دھیمی آواز پر حسان نے باپ کی طرف دیکھا۔ وہ جانتا تھا وہ کس کا ذکر کررہے ہیں۔

"گھر میں کوئی کتا بلی پالو تو اس سے بھی انسیت ہو جاتی ہے اور وہ بچی تو ہے بھی اتنی صابر اور بے ضرر ... پتا نہیں تمہاری ماں کو اس سے کیا پرخاش ہے وہ ایک بچی کی ماں ہے پھر بھی اللہ کی پکڑ سے ڈرتیں ... نہیں۔" وہ دانت پیس کر بولے۔ "وہ تو ... لینے میں ماں سے بھی دو ہاتھ، آگے ہے۔ ... کام کرتا ہوتا ہے، جس میں میری مخالفت وہ ... کر کے ... وہ تیز دماغ کا تھا، مجھے لگا تھا کوئی ... کام کرے گا لیکن اس نالائق نے میری ساری ... پانی پھیر دیا۔"

"... ایسے تو نہ کہیں وہ شرارتی ضرور ہے ..."

"... ہوگا لائق! میں نے تو کوئی خاص ... دیکھی۔"

"... اس نے آپ کو کبھی دکھائی نہیں۔"

وہ مسکرا کر بولا تو اکرام علی نے غصے سے سر جھٹکا۔

"مجھے دیکھنی بھی نہیں، دونوں ماں بیٹے کی حرکتوں نے مجھے بچی کی نظروں میں ذلیل کر کے رکھ دیا ہے۔ اتنا سمجھانے پر بھی ان دونوں ماں بیٹے کے بھوسا بھرے دماغوں میں کچھ گھستا نہیں نہ اللہ کا خوف ہے یتیم کے ساتھ بدسلوکی کررہے ہیں۔ میرا تو دل چاہتا ہے کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ کر جیا کو رخصت کردوں۔"

ان کی بات پر ضبط کے باوجود حسان کی ہنسی نکل گئی تھی۔

"کیوں کوئی لطیفہ سنایا ہے جو دانت نکل رہے ہیں۔" ان کو مزید غصے میں آتا دیکھ کر حسان کو خود کو کنٹرول کرنا پڑا۔

"ابو! آپ بھی جیا کی طرح میدان چھوڑنے والی باتیں کررہے ہیں۔" وہ عائشہ سے بھی چھوٹی ہے اور جانتے ہیں نا، اسے پڑھنے کا کتنا شوق ہے۔ پڑھائی چھڑوا کر شادی کردیں گے تو کیا گارنٹی ہے آگے سب ٹھیک ہوگا۔ قسمت کا تو کسی کو نہیں پتا اچھی ہے یا بری، لڑکیوں کے لیے تعلیم ہتھیار ہوتا ہے اور جیا کو تو اس کی زیادہ ضرورت ہے۔ وقت آنے پر شادی بھی ہوجائے گی۔ فی الحال آپ اسے پڑھائی کے لیے پروموٹ کریں رزلٹ کی وجہ سے وہ بہت ڈس ہارٹ ہوئی ہے۔ لیکن ہم اسے سپورٹ کریں گے تو وہ آہستہ آہستہ نارمل ہوجائے گی۔"

کہنے کے بعد اس نے غور سے دیکھتے باپ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میں نے کچھ غلط کہا ہے ابو؟"

"نہیں۔" وہ مسکرائے تھے۔ "مجھے اندازہ تو تھا، پر اتنا پتا نہیں تھا میرا بیٹا اتنا سمجھ دار ہے۔ تھوڑی عقل اپنی بھائی اور بہن کو بھی دے دو، شاید بھلا ہوجائے۔" وہ منہ بنا کر بولے۔

"میں بات کروں گا امی سے اور آپ بھی سمجھائیے گا۔"

"ہاں ضرور کہیں سمجھ ہی نہ جائے۔" وہ طنزیہ

انداز میں بولے۔
"سنو۔" وہ مڑنے لگا تھا جب انہوں نے دوبارہ آواز دی تھی۔ "تم نے ماں سے اپنی شادی کی بات کی ہے؟"
"میں نے؟" اس نے حیران ہو کر اپنی طرف اشارہ کیا۔
"کوئی لڑکی پسند ہے تمہیں؟"
"کیا ہو گیا ہے ابو؟" وہ پے در پے حملوں سے گھبرا کر بولا۔ "ایسے کیوں پوچھ رہے ہیں؟"
"کیونکہ کچھ دن پہلے تمہاری ماں کو اچانک شوق اٹھا تھا تمہارے سہرے کے پھول سجانے کا اور اسے یہ لگتا ہے کہ تم کسی لڑکی کو پسند کرتے ہو۔"
اب کے وہ نارمل ہو کر مسکرایا۔
"امی کا پتا تو ہے آپ کو۔ کچھ بھی سوچ لیتی ہیں۔"
"ہاں پتا ہے لیکن اگر کوئی ایسی بات ہو تو تم مجھے بتا سکتے ہو۔"
ان کی بات سن کر حسان مسکرا دیا تھا۔
"ابو! جب بھی ایسا ہو گا، سیدھا آپ کے پاس آؤں گا۔"
"مجھے انتظار رہے گا۔" وہ بھی جواباً مسکرا کر بولے تھے۔
"ہو گئی باپ بیٹے اور لے پالک بیٹی کی کی میٹنگ ختم۔" وہ باہر نکلا تو سامنے صوفے پر ذکیہ اور فیض اس کے منتظر بیٹھے تھے۔ فیض کی مسکراہٹ سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ امی کو بھڑکا چکا ہے۔
"جی ہو گئی ختم۔" وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔
"کر دی تمہارے باپ نے جائیداد اپنی بھتیجی کے نام؟"
"جائیداد۔" حسان نے حیرت سے دہرایا اور ان کا طنز سمجھ کر سر جھٹکا۔
"امی! وہ پریشان ہے۔ آپ کو شاید پتا نہیں، ڈاکٹر بننا اس کا جنون تھا۔"

"ہاں منہ کھول کر فرمائش کرتا ...
لاکھوں کیا قبر سے اس کے باپ نے بھیجے تھے ...
"پلیز امی ایسی باتیں کیوں کرتی ہیں ...
آپ کے لیے بول رہے تھے۔ ایسی باتیں ...
آپ ابو کی نظر میں اچھا امیج نہیں چھوڑ رہیں۔"
"تمہارے ابو کو تو اس کے سامنے سارے ...
فضول لگنے لگتے ہیں۔"
"ان محترمہ کے لیے ابو کے پاس ...
ہیں۔"
اب کے فیض بھی بولا۔
"تو تمہیں کب ابو نے کسی بات کے ... کیا ہے۔" حسان نے پوچھا۔
"تو دیا کیا ہے، ہمیشہ اس ہی کی ہے ... ہے۔ پتا نہیں کیا حرام کام کر رہا ہوں جس سے ... دولت برباد ہو جائے گی۔"
"تم بس ان کی طرف سے بدگمان ہو ... تمہیں بہت پیار کرتے ہیں۔"
فیض قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔ "دیکھا ہے میں نے ان کا پیار۔ انہیں غیر سے ہمدردی ہو سکتی ہے۔ اس کی قابلیت کا یقین ہو سکتا ہے لیکن میرا نہیں۔"
"تو تم دکھاؤ اپنی قابلیت۔"
"کیوں میں ان پر ہر بات ظاہر کروں ... سے تو اس کی قابلیت کی وضاحت نہیں مانگتے، ... بن مانگے سب دیتے ہیں۔"
حسان نے غور سے اس کا ناراض اور ... انداز دیکھا۔
"تم کتنے بدگمان ہو فیض! امی آپ اسے سمجھائیں۔"
"ٹھیک تو کہہ رہا ہے، کیا سمجھاؤں اسے۔ آپ دونوں سے کچھ بھی کہنا فضول ہے۔" وہ ... افسوس کرتا ہوا اٹھ گیا تھا۔
"باپ کا چمچہ۔" پیچھے سے اس نے ... سنا تھا۔

☆☆☆

...کا اسے افسوس تو بہت تھا لیکن ...گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان کو صبر آ ہی ...باپ جیسے قیمتی سرمائے کو کھونے کے ...تو بس زندگی کی ایک خواہش تھی۔ جس ...ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔

"یار! میرا پڑھائی میں دل نہیں لگتا۔" عمیرہ نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہہ کر ہونٹوں میں ...

"کون سی نئی بات بتائی ہے۔ یہ تو تمہاری قسمت اچھی ہے کہ تم پاس ہو جاتی ہو، ورنہ فیل ہونے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑتیں تم۔" جیا نے مصروف انداز میں سموسہ چٹنی میں ڈبوتے ہوئے کہا۔

"احسان مانو میرا، تمہاری خاطر گریجویشن کر رہی ہوں ورنہ آرام سے گھر بیٹھی عیش کر رہی ہوتی۔"

"واہ۔" جیا نے طنزیہ انداز میں سر ہلایا۔ "لاسٹ سمسٹر میں پرسنٹیج دیکھی ہے اپنی تم نے۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔" عمیرہ نے لاپروائی سے ہاتھ ہلایا "ویسے بھی گریجویشن کی بعد میرا کوئی موڈ نہیں پڑھنے کا۔"

دوسرے سموسے کی طرف بڑھتا عمیرہ کا ہاتھ رک گیا تھا۔

"ایسی بکواس کی نا تو منہ توڑ دوں گی مجھے ایم ایس سی کرنا ہے اور تم میرے ساتھ کرو گی۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس ظالم پڑھائی کی وجہ سے میری آنکھیں، اسکن رنگ روپ سب خراب ہو رہے ہیں۔" وہ بالکل بھی سیریس نہیں ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر وہ انتظار کرتی رہی کہ جیا کچھ بولے گی۔ لیکن مسلسل خاموشی پر اس نے سر گھما کر دیکھا۔ وہ سر جھکائے بالکل خاموش بیٹھی تھی غور سے دیکھنے پر پتا چلا وہ رو رہی ہے۔

"جیا یار!" اس نے بے ساختہ اس کا چہرہ اونچا کیا۔ "پاگل ہوگئی ہو جیا مذاق کر رہی تھی یار۔"

"کیا پاگل پن ہے جیا۔"

"آئی ایم سوری عمیرہ! مجھے پتا ہے، تم بھی مجھ سے دوستی کر کے پچھتا رہی ہو کیونکہ میری پریشانیاں تو ختم ہی نہیں ہوتیں اور میری وجہ سے تم بھی پریشان ہوتی ہو۔"

"اوف۔" اس نے بے ساختہ اپنے بال نوچے۔ "دوست ہوں تمہاری اپنی مرضی سے، اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ رہتی ہوں۔ کیا کوئی مجبوری میں ایسی دوستی نبھاتا ہے۔ تمہیں تو پاگل کوئی بھی اچھا سا لڑکا مل جائے گا۔ اتنی خوب صورت ہو۔ میں پہلے ہی سانولی سی ہوں۔ اوپر سے پڑھائی کے بوجھ کی وجہ سے کملا کر رہ گئی ہوں، بتاؤ کون کرے گا مجھ سے شادی۔"

وہ اتنے دکھی انداز میں بولی کہ جیا مسکرا دی تھی۔

"مجھ سے اچھی شکل ہے تمہاری" جیا نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں لگتا ہے۔ خیر، دفع کرو اس ٹاپک کو یہ بتاؤ گھر میں سب ٹھیک ہے۔"

"ہاں سب ٹھیک ہیں۔ اپنی اپنی لائف میں بزی ہیں۔" کہنے کے ساتھ اس کے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی اور تیزی سے اپنی چیزیں سمیٹنے لگی۔

"جلدی اٹھو، مس شائستہ کی کلاس شروع ہونے والی ہے۔"

"چلو یار!" عمیرہ بھی جلدی سے کھڑی ہوگئی۔

☆☆☆

اتوار کا دن تھا سب گھر پر تھے۔ اور کھانا بنانے کی ڈیوٹی بھی اسی کی تھی۔ وہ تیزی سے پھلکے بنا رہی تھی جب اس نے فیض کی آواز سنی، تیزی سے چلتا اس کا ہاتھ ایک سیکنڈ کے لیے رکا تھا۔ اس نے برا سا منہ بنا کر کچن کے دروازے کی طرف دیکھا۔

"ان کو بھی ابھی آنا تھا۔" وہ بڑبڑا کر پیڑ اٹھانے لگی۔

جب وہ ہاٹ پاٹ لے کر باہر آئی تو کافی خوش گوار موڈ میں باتیں ہو رہی تھیں۔ وہ برتن رکھ کر حسان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"تم آج کل غائب کدھر ہو۔" اکرام علی نے

سنجیدگی سے فیصل کو دیکھا جو بڑے مگن انداز میں کھانا کھا رہا تھا۔

"اپنے دوست کی طرف تھا۔"

"کیوں تمہارا کوئی گھر نہیں کہ ہفتوں کے حساب سے دوست کی طرف پڑے رہتے ہو۔" اب کے اس نے ہاتھ روک کر انہیں دیکھا۔

"آپ کی اس خوش گفتاری کی وجہ سے میں یہاں نہیں وہاں رہ رہا ہوں کیونکہ وہاں اس طرح کا سلوک نہیں ہوتا میرے ساتھ۔"

"اتنا ہی سکون تھا وہاں تو آئے کیوں؟"

ذکیہ نے غصے سے شوہر کو دیکھا۔ "یہ اس کا گھر ہے۔" انہوں نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

"میں بھی کوئی خوشی سے نہیں آیا۔ کام سے آیا ہوں۔" اس نے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے دو تین یونیورسٹیوں میں اپلائی کیا تھا اور مجھے کال بھی آگئی ہے اس کے لیے مجھے پیسے چاہئیں۔"

"مجھے تو آج تک یہی پتا نہیں کہ تم کر کیا رہے ہو اور کون سی یونیورسٹی ہے جس نے تمہیں سلیکٹ کرلیا ہے۔"

"مجھے لندن سے کال آئی ہے۔" اب کے سب نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ لیکن وہ نارمل انداز میں اکرام علی کو دیکھ رہا تھا۔

"کتنے پیسے چاہئیں۔" اکرام علی کی جگہ حسان نے پوچھا تھا۔

"پچاس لاکھ۔"

"کیا؟" اکرام علی چیخ پڑے تھے۔ "دماغ [illegible]ب ہے تمہارا۔"

"ٹھیک ہے تو بتا رہا ہوں، یہ پاکستانی گھر ہے مجھے پونڈز میں کروانے ہیں۔"

"میرے پاس اتنے پیسے نہیں۔"

"کیوں نہیں ہیں آپ کے پاس، بڑے بیٹے کے [illegible] مانگ رہا ہے عیاشی کے لیے نہیں۔" ذکیہ فیصل کی [illegible]ت میں بولی تھیں۔

"پہلی بات معلوم [illegible] دوسرے مجھے اس پر اعتبار نہیں۔"

"آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں [illegible]"

سنجیدگی سے اکرام علی سے سوال کیا [illegible] کوئی جواب دیتے حسان بول پڑا۔

"فیصل بہتر ہے تم چپ کر جاؤ۔"

"ہمیشہ میں ہی چپ کرتا ہوں [illegible] ہمیشہ میری حق تلفی کی ہے۔ [illegible] پاس لاکھوں ہیں، جتنے میں اس [illegible] کیا میں نہیں جانتا۔"

اس نے غصے سے حیا کی طرف [illegible] پہلے ہی اس ناخوش گوار بحث کی وجہ سے [illegible]

"میری دفعہ ان کے پاس ہمیشہ [illegible] ہے۔ مجھے تو کبھی کبھی لگتا ہے میں ان کی [illegible] نہیں۔"

"بند کرو اپنی بکواس۔"

اکرام علی ایک دم طیش میں آکر کھڑے ہوئے تھے۔ حسان نے ایک دم کھڑے ہو کر انہیں پکڑا تھا۔

"آپ جو بھی کر لیں، مجھے تین ہفتوں کے [illegible] پیسے چاہئیں۔" وہ کرسی کو دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

ذکیہ اس کے پیچھے اس کو آوازیں دیتی ہوئی گئی تھیں اور حیا قصور وار نہ ہوتے ہوئے بھی مجرموں کی طرح سر جھکائے بیٹھی تھی۔

☆☆☆

"تم تو میرے سمجھدار بیٹے ہو پھر کیوں کسی کی وجہ سے خود کو تکلیف دے رہے ہو۔" انہوں نے [illegible] کے بالوں میں انگلیاں گھماتے ہوئے اس کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹا تھا۔

"چلو بیٹا ناراضی چھوڑو۔ کھانا کھاؤ۔"

"مجھے بھوک نہیں۔"

"بھوک نہیں؟ کل سے تم نے کچھ نہیں کھایا مجھے پتا ہے، تمہیں بھوک برداشت نہیں ہوتی۔"

"اتنی بے عزتی کے بعد سب برداشت ہو [illegible]"

"… کیوں بھرا دل جا رہا ہے میرا بیٹا؟" وہ … ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔ "تم … تمہاری ماں کے ہوتے … کہ تمہاری خواہش پوری نہ ہو۔ … بات کی ہے۔ وہ رقم ارینج کر لے …"

اس نے آنکھیں کھول کر ماں کا چہرہ دیکھا اور … کے پکے ہونے کا یقین ہونے پر وہ … ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا تب ہی عائشہ ٹرے … داخل ہوئی تھی۔ اور دونوں کو نارمل دیکھ کر … ہو گئی تھی۔

کھانا کھانے کے بعد ذکیہ نے عائشہ سے کہا۔

"بیٹا جیا سے کہو، اچھی سی چائے بنا دے۔ … حلوہ بنایا ہے۔ وہ بھی لے آنا۔"

"وہ اپنے کپڑے استری کر رہی ہے۔ اپنی … کی طرف جا رہی ہے۔" عائشہ نے برتن ٹرے … رکھتے ہوئے کہا۔

"کس سے پوچھ کر جا رہی ہے۔" ذکیہ نے … پر بل ڈال کر پوچھا۔

"… ہے۔" ذکیہ نے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔

"بھائی کے لیے چائے میں بناتی ہوں۔" وہ … لے کر کھڑی ہوئی تھی۔

"امی! میں ذرا حسان سے بات کر آؤں۔"

"ہاں جاؤ۔" وہ اسے مطمئن دیکھ کر خود … پُرسکون ہوئی تھیں۔

"حسان بھائی آپ کہیں جا رہے ہیں؟" اسے … دیکھ کر جیا وہیں رک گئی تھی۔

"ہاں کام سے جا رہا ہوں۔ کیوں کوئی کام …" وہ الجھی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"جی … مجھے … کی طرف جانا تھا۔"

"اچھا" اس نے گھڑی کی طرف دیکھا تھا۔ "… کرو۔ جلدی سے تیار ہو جاؤ، دس منٹ ہیں تمہارے پاس۔"

وہ خوش ہو گئی تھی۔ "میں بس پانچ منٹ میں آئی۔" وہ تقریباً بھاگتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف آئی تھی اور تیزی سے اوپر سے اترتے فیض سے بڑے زور سے ٹکرائی تھی۔ جھٹکے سے اس کا پاؤں الجھ گیا تھا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی آخری سیڑھی پر جا کر گری تھی۔ درد کے مارے اس کے منہ سے چیخ نکل گئی تھی۔ لیکن مقابل کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ بڑے نارمل انداز میں اتر کر اس کے قریب سے گزر گیا تھا۔ اس نے یہ بھی نہیں دیکھا۔ اس کو کتنی بری طرح چوٹ لگی ہے۔

وہ کتنی دیر وہیں بیٹھی بازو اور ٹانگیں سہلاتی رہی اور پھر خود ہمت کر کے اٹھی۔ تکلیف سے بے حال ہو رہی تھی۔ بڑی مشکل سے چل کر وہ کمرے تک آئی تھی اور اندر آتے ہی اس کا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔

"کہیں جا رہے ہو؟" فیض نے کار کے قریب کھڑے حسان کو دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں۔ کام سے جا رہا ہوں۔"

"مجھے بھی مارکیٹ جانا تھا۔"

"چلو، میں چھوڑ دیتا ہوں۔" حسان کے کہنے پر وہ کار کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

"چلو اب۔" اسے یونہی بیٹھا دیکھ کر فیض نے کہا۔

"جیا کا ویٹ کر رہا ہوں۔"

"وہ نہیں جا رہی۔"

"لیکن ابھی تو وہ کہہ رہی تھی۔" حسان حیران ہوا۔

"ہاں لیکن ابھی میں باہر آ رہا تھا تو مجھے اس نے کہا کہ تمہیں بتا دوں کہ اس کا پروگرام بدل گیا ہے۔"

"اچھا۔" حسان نے ناسمجھی سے سر ہلایا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ … بمشکل چلتی ہوئی باہر آئی تو پورچ خالی پڑا تھا۔ اس کا دل چاہا فیض کا خون کر دے۔ لیکن وہ سوائے رونے کے اور کچھ نہیں کر سکی تھی۔

☆☆☆

موسم سرما کی دھوپ وجود کو بھلی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کافی دیر سے آنکھیں موندے درخت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

"کامران بھائی تمہارا نمبر مانگ رہے تھے۔"

"کامران بھائی۔" وہ سوالیہ نظروں سے عمیرہ کو دیکھنے لگی۔

"ارے وہی جو اس دن ملے تھے۔"

"اوہ۔" اسے ایک دم اس کا گھورنا یاد آیا۔ "وہ کیوں میرا نمبر مانگ رہے تھے؟" وہ کچھ ناراضی سے بولی۔

"مجھے کیا پتا کتنی دفعہ تمہارے بارے میں پوچھ چکے ہیں۔"

"تم نے میرا نمبر دیا تو نہیں۔" وہ پریشانی سے اسے دیکھنے لگی۔

"پاگل ہو، میں کیوں دوں گی۔" جیا نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔

"دینا بھی مت تم۔ سب جانتی ہو۔ میں کوئی نیا الزام لے کر زندگی مزید اجیرن نہیں کرنا چاہتی۔ آگے مشکلیں کم ہیں۔"

اس نے سر جھٹک کر دائیں طرف دیکھا۔ جہاں سے عائشہ آتی نظر آئی۔ وہ ان کی طرف ہی آ رہی تھی۔

"ہیلو!" اس نے قریب پہنچ کر عمیرہ کو کہا تھا۔

"میں اپنی فرینڈ کے ساتھ شاپنگ کے لیے جاؤں گی۔ اس لیے دیر ہو جائے گی۔ تم امی کو بتا دینا۔" اب کی بار اس کی مخاطب جیا تھی۔

جیا پوچھنا چاہتی تھی کون سی دوست کون سی شاپنگ؟ لیکن وہ اس وقت پوچھ کر کوئی تماشا نہیں بنانا چاہتی تھی اس لیے سر ہلا کر رہ گئی۔

"یہ تمہاری کزن آج کل کچھ زیادہ ہی شاپنگ نہیں کرنے لگی۔" عمیرہ نے جاتی عائشہ کی پشت کو دیکھتے ہوئے پرسوچ انداز میں کیا۔ جیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"ہر ہفتے بعد یہ کالج بنک کر کے نکل جاتی ہے۔ تمہاری آنٹی پوچھتی نہیں حالانکہ تمہارے ساتھ تو ان کے اصول بڑے سخت اور ... چہرے پر آنے والی مسکراہٹ طنزیہ تھی۔

"وہ ان کی سگی بیٹی ہے۔" جیا کے چہرے پر اب بھی طنزیہ مسکراہٹ ...

"چاہے وہ کالج بنک کر کے لڑکوں کے ساتھ ہوٹلنگ کرے۔"

جیا نے چونک کر عمیرہ کو دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو میں نے خود اس کو ... مرتبہ ایک لڑکے کے ساتھ دیکھا ہے۔" "تمہیں نہیں ..." اسے حیران دیکھ کر عمیرہ نے پوچھا تو اس نے ... میں ہلایا، اسے صحیح معنوں میں شاک لگا تھا۔

"تم گھر والوں کو بتاؤ اس کے بارے میں۔" ... کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی پھر گہرا سانس ... نفی میں ہلایا۔

"فائدہ نہیں۔ عائشہ مانے گی نہیں اور کوئی ... یقین نہیں کرے گا۔"

"چلو دفع کرو پھر۔ ہمیں کیا، ویسے ایک ... سے اچھا ہے، تمہاری آنٹی کو سبق ملنا چاہیے۔" ... کے کہنے پر جیا نے اس کی طرف دیکھا لیکن ... کوئی جواب نہیں دیا۔

"چلو۔ کلاس اسٹارٹ ہونے والی ہے۔" ... سوچ میں ڈوبا دیکھ کر عمیرہ نے کہا تھا۔

☆☆☆

وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو ذکیہ شاہ ... سر دبوا رہی تھیں۔

"عائشہ کدھر ہے۔" اسے اکیلا دیکھ کر انہوں نے سوال کیا تھا۔

"وہ اپنی فرینڈ کے ساتھ شاپنگ پر گئی ہے۔"

"کون سی فرینڈ کے ساتھ؟" شازیہ کا ... روک کر وہ ایک دم سیدھی ہوئی تھیں۔

"پتا نہیں آنٹی! اس نے مجھ سے کہا کہ وہ ... فرینڈ کے ساتھ جا رہی ہے۔"

"...لڑکی نے تو میرا ناک میں دم کر رکھا ہے۔"
...سکے ... سے بولیں۔ "تمہیں پتا ہے تو جا ہے"
...آپ ... اس سے ... سے بولیں۔
"وہ جواب دینے کے بجائے خاموشی نظر ڈال کر

"شازیہ! جاؤ میرے کمرے سے میرا موبائل
...۔" شازیہ کے اٹھتے ہی وہ بھی اپنے کمرے کی
...ف ... گئی۔

وہ جانتی تھی۔ ڈیکی یاد پر ہیں پر عائشہ انہیں
...کرے گی۔ وہ کوئی جیا تھوڑی تھی جسے بغیر غلطی
...ڈانٹ پڑ جائے۔

☆☆☆

"بہت تیز ہوا چل رہی تھی جو آنے والے
...کی پیش گوئی کر رہی تھی۔ کالے بادلوں نے
...طرح آسمان کو ڈھک رکھا تھا۔ حسان نے ٹرالی
...گاڑی کی ڈکی میں رکھا اور سر اٹھا کر آسمان پر
...بادلوں کو دیکھا۔
"لگتا ہے بارش ہوگی... وہ بھی کافی تیز۔"
"ہاں لگ رہا ہے۔ اسی لیے تو صبح سے کہہ
...نکل چلتے ہیں۔ لیکن تمہاری ماں کی تیاریاں ہی
...نہیں ہو رہی تھیں۔"
"اپنا قصور میرے سر نہ ڈالیں۔ میں تو کب
...تیار ہوں۔ آپ ہی نہیں نکل رہے تھے۔"
"اچھا ای! چھوڑیں یہ سب، اگر آپ تیار ہیں
تو نکلتے ہیں۔"
ماں باپ کو مزید بحث کے لیے تیار دیکھ کر اسے
...کہنا پڑا۔
"تم بھی تو موبائل چھوڑ دیا کرو، جب دیکھو
اس میں گھسی رہتی ہو۔"
اکرام صاحب کا غصہ انہوں نے عائشہ پر نکالا
تھا۔ اس نے جھنجلا کر فون بند کر کے اپنے پرس میں
رکھ لیا تھا۔
"فیض کدھر ہے؟" اکرام صاحب نے حسان
سے پوچھا تھا۔ لیکن جواب ڈیکی کی طرف سے آیا تھا۔

"وہ نہیں جا رہا۔"
"کیوں؟"
"کیوں کیا؟ انہیں کبھی دیکھا آپ نے اس
کے ساتھ۔ آپ کے ساتھ جانے سے بہتر ہے وہ گھر
پہ رہے۔"
"ہوں۔" ڈیکی کے کہنے پر وہ سر جھٹک کر رہ
گئے۔

"جیا دروازے اچھی طرح بند کر لینا۔ موسم
ٹھیک رہا تو ان شاء اللہ ہم رات تک واپس آ جائیں
گے۔" اکرام علی کے کہنے پر اس نے سر ہلایا تھا۔
"ہاں، ویسے تو سالن بنا ہے، تمہیں زحمت نہیں
ہوگی۔ شام کو شازیہ آ کر روٹیاں پکا لے گی لیکن اگر
بارش تیز ہوئی تو شاید وہ نہ آئے۔ فیض آئے گا تو اسے
تازہ پھلکا بنا کر دینا اور اس کے کمرے کی صفائی بھی
کر دینا۔ وہ کہہ کر گیا تھا۔" کہنے کے ساتھ انہوں نے
اس کا چہرہ دیکھا۔
"کر دو گی یا میں کر کے جاؤں؟" ان کے طنزیہ
انداز پر اس نے بے چارگی سے انہیں دیکھا۔
"کر دوں گی آنٹی۔"
"چلیں امی۔"
"او کے جیا! ٹیک کیئر۔" حسان کہہ کر ان کو
لے کر باہر نکل گیا۔
گاڑی کے باہر نکلتے ہی اس نے گیٹ بند کیا اور
لان میں آ کر بیٹھ گئی۔ ٹھنڈی ہوا دماغ کو سکون دے
رہی تھی۔ وہ آنکھیں موند کر وہیں بیٹھ گئی۔ گیٹ کھلنے
پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔ فیض اپنی بائیک اندر لا رہا
تھا۔
"مصیبت!" اس نے زیر لب دہرایا۔ اس نے
اسے دیکھا لیکن نظر انداز کر کے اندر چلا گیا تو اس نے
دوبارہ آنکھیں بند کر کے کرسی سے ٹیک لگا لی۔
"سب کہاں ہیں؟" تیز آواز پر محاورتاً نہیں
حقیقتاً ڈر کر اچھل پڑی تھی۔
"وہ انکل رفیق کے بیٹے کی شادی پر گئے ہیں۔"
"ایک تو ان لوگوں کے نوٹنکے ختم نہیں ہوتے۔"

وہ دھیمے سے بولا۔ "کھانے کو کچھ ہے یا وہ بھی نہیں ہے۔"

"ابھی لاتی ہوں۔" وہ بھاگنے کے انداز میں وہاں سے چلی گئی۔

چکن کے سالن کے ساتھ مٹن پالک بھی پڑی تھی۔ دونوں سالن گرم کر کے، روٹیاں ہاٹ پاٹ میں رکھ کر اس نے ڈائننگ ٹیبل پر رکھ دیں جہاں وہ پہلے سے بیٹھا تھا۔ وہ جگ سے پانی ڈال رہی تھی جب بجلی زور سے کڑکی اور پانی کا گلاس اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا تھا۔ اس نے کانچ اٹھاتے ہوئے چور نظروں سے باہر دیکھا۔

فیض ہاتھ روکے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر اس نے سر جھٹک کر نظروں کا زاویہ بدل کر کھانا شروع کر دیا۔ چائے بناتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی کہ فیض کے کمرے میں جانے سے پہلے اس کا کمرہ صاف کر دے ورنہ پھر باتیں سننا پڑیں گی۔ چائے کا کپ لے کر باہر آئی تو وہ صوفے پر نیم دراز ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ کپ ٹیبل پر رکھ کر وہ وہیں کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہے؟" اسے یونہی سر پر کھڑے دیکھ کر وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا تھا۔

"آپ کو ابھی اگر اپنے روم میں نہیں جانا تو میں آپ کا کمرہ صاف کر دوں، آنٹی کہہ کر گئی ہیں۔" اسے منہ کھولتا دیکھ کر اس نے ذکیہ کا حوالہ دیا تھا۔

"جاؤ۔" اس کے انداز اسے ہمیشہ غصہ دلاتے تھے جیسے وہ اس کی ملازمہ ہو لیکن وہ اس کا کچھ کر نہیں سکتی تھی۔

کمرے کی حالت دیکھ کر اس کا سر چکرا گیا تھا۔ کمبل صوفے پر، کشن فرش پر گرے اپنی قسمت پر ماتم کر رہے تھے۔ گیلا تولیہ بیڈ پر پڑا تھا اس نے ہونٹ بھینچ کر تولیہ اٹھایا۔ تولیہ رکھنے وہ باتھ روم میں آئی تو [illegible] کر رہ گئی۔ باتھ روم کی حالت کمرے سے بھی [illegible] گی۔ اب اس کی سمجھ میں آیا تھا۔ شازیہ اس کا کمرہ [illegible]ف کرنے کے بعد اتنا بڑبڑاتی کیوں تھی۔ بیڈ پر پڑی چیزوں، کپڑوں کو اٹھا کر ان [illegible] کتابیں رسالے سمیٹ کر [illegible] آدھے گھنٹے میں کمرے کی [illegible] ہوئی تھی لیکن اس کی اپنی حالت خراب ہو [illegible] روم صاف کرتے ہوئے اسے [illegible] صاف کر رہی تھی جب لائٹ چلی گئی۔ ہر طرف اندھیرا ہو گیا تھا۔ وہ باتھ روم کے آئینے [illegible] اندھیرے میں دیکھنے لگی، سرف سے بھرے [illegible] قمیص سے پونچھنے کے بعد وہ دیوار کو ٹٹولتے [illegible] دروازے کی طرف بڑھی لیکن ہینڈل پر ہاتھ [illegible] وہ دھک سے رہ گئی۔ دروازہ لاک تھا اس نے [illegible] کو پکڑ کر زور زور سے گھمایا لیکن دروازہ بند [illegible] تھا۔ ایک تو اندھیرے سے اسے ویسے ہی ڈر [illegible] اوپر سے دروازہ بھی نہیں کھل رہا تھا۔ اس نے [illegible] اختیار زور زور سے دروازے پر ہاتھ مارنے شروع کر دیے ساتھ ہی فیض کو کئی آوازیں دے ڈالی [illegible]

"فیض بھائی!" وہ جتنا اونچا چیخ سکتی تھی [illegible] رہی تھی اسے لگ رہا تھا۔ ابھی ڈر کے مارے [illegible] سانس بند ہو جائے گا۔ وہ نڈھال ہو کر زمین پر [illegible] تھی [illegible] گئی۔ تبھی باتھ روم کی لائٹ جل گئی تھی۔ اس نے [illegible] ہوئی آنکھوں کو پوری شدت سے کھولا تھا۔ [illegible] اٹھنے کے لیے اس کو اپنی پوری توانائی صرف کرنی [illegible] تھی۔ اس کے کھڑے ہوتے ہی دروازہ بھی [illegible] تھا۔

وہ بے تابانہ انداز میں باہر کی طرف بھاگی [illegible] سامنے بڑے زور سے کسی سے ٹکرائی تھی۔ درد [illegible] انداز کر کے اس نے سر تیزی سے اٹھایا۔ باتھ [روم] سے آتی روشنی میں اسے جو بھیانک چہرہ نظر آیا [illegible] نے اس کی چیخیں نکلوا دی تھیں۔ اس کی چیخیں [illegible] کے لیے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا گیا تھا۔ منہ پر گرفت اتنی سخت تھی کہ اس کا سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ [illegible] چھڑانے کے لیے اس نے نا صرف سامنے والے [illegible] مکے برسائے تھے بلکہ اپنے ناخنوں سے اسے [illegible] بھی ڈالا تھا۔ تب ہی تو مقابلے نے تڑپ کر [illegible]

[illegible] علی بڑھے تھے، وہ بے ہنگم انداز [illegible] طرف بڑھی تھیں، وہ قدم پیچھے ہٹی اس کا [illegible] میں آ پھنسا تھا اور اب کی بار اسے [illegible] کیا تھا۔

[illegible] طرح لڑکھڑا کر زمین پر گری تھی۔ وہ [illegible] کر اس پر جھکا تھا۔

[illegible] وہ کچھ کرنے جو اس کو نہیں ہونا چاہیے تھا [illegible] حرکت اس کے علاوہ کوئی اور بھی کر سکتی [illegible] تھی اس کی آنکھیں وحشت زدہ ہو کر [illegible] گئی تھیں۔ جو خونخوار نظروں سے اسے دیکھ [illegible]

"[illegible] ہے تمہارا۔ پاگل کتے نے کاٹ [illegible] پاگل کتیا کی طرح مجھے نوچ رہی ہو۔"

[illegible] کا بس نہیں چل رہا تھا، تھپڑ مار مار کر اس کا [illegible] اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی یا وہ [illegible] دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا۔ اندر آنے [illegible] نے حیرت سے اس منظر کو دیکھا تھا۔ فیض جو [illegible] تھا۔ ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا، دروازے [illegible] بھائی، باپ، ماں، بہن شاکڈ کیفیت میں [illegible] تھے۔ وہ غلط نہیں تھا لیکن پھر بھی اس کے [illegible] ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔

"[illegible] کیا ہو رہا ہے؟" اکرام علی نے کانپتی آواز [illegible] پوچھا تھا۔

[illegible] "وہ اچھا خاصا خود اعتماد [illegible] کر دیا تھا۔

[illegible] دیکھ رہی تھی۔ زور زور سے رونا [illegible] اکرام علی اور احسان بے ساختہ اس کی [illegible] تھے۔ اکرام علی نے نیچے بیٹھ کر اسے [illegible]

"[illegible] ان کے ساتھ لگ کر اور سسکنے لگی تھی۔

"[illegible] ہے تم نے اس کے ساتھ؟" حسان [illegible] کا چہرہ بھی سخت تھا۔

[illegible] "اب" کے فیض بدک کر پیچھے ہٹا [illegible]

"تم بولو جیا؟" حسان نے اکرام علی کے پیچھے سے لگی جیا سے پوچھا لیکن وہ اسی طرح روتی رہی۔

"بولو جیا!" اب کے اکرام علی نے اسے پکارا تھا تو اس نے سر اٹھا کر فیض کو دیکھا تھا۔ کیا تھا اس کی آنکھوں میں، ایک سرد لہر فیض کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔

"بدتمیزی کر رہے تھے میرے ساتھ۔" جیا کے منہ سے نکلنے والے الفاظ بجلی بن کر گرے تھے سب پر۔ ذکیہ نے بے ساختہ ہاتھ اپنے ہونٹوں پر سختی سے جمایا تھا۔ اکرام علی اور حسان کی نظریں بے ساختہ فیض کے چہرے پر ٹھہر گئی تھیں۔

اکرام علی ایک طیش کے عالم میں اس کی طرف بڑھے اور ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ ذکیہ اور عائشہ بے ساختہ آگے بڑھی تھیں۔

"بکواس کر رہی ہے ابو! یہ۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔"

"وہ بکواس کر رہی ہے یا تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اس کا حال دیکھو۔"

فیض نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ لیکن ذکیہ، حسان اور عائشہ نے بے ساختہ اسے دیکھا تھا جس کے بال اور لباس بے ترتیب تھے۔ جس کا دوپٹا غائب تھا۔

"اور اپنا حلیہ دیکھو۔" اب ان تینوں نے اسے دیکھا جس کے چہرے پر ناخنوں کے نشان واضح تھے۔ جس کے گریبان کے بٹن ٹوٹے تھے۔ وہ واضح طور پر مجرم لگ رہا تھا۔

"ابو۔"

"نام نہ لو اپنی گندی زبان سے میرا۔" ساتھ وہ اس کو مارتے جا رہے تھے۔

"کب سے تمہاری حرکتوں کو نظر انداز کر رہا تھا لیکن تم اتنا گر جاؤ گے، اپنے ہی گھر میں نقب لگاؤ گے۔ میں مر کر بھی سوچ نہیں سکتا تھا۔ میرا اپنا خون اتنا گندہ اور ذلیل نکلے گا۔" وہ بری طرح اسے مکوں اور

تھپڑوں سے مار رہے تھے اور وہ خاموشی سے مار کھا رہا تھا۔ اس نے ایک بار بھی انہیں روکنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا حتیٰ کہ وہ خود سے ہانپنے لگے تھے اور گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔

"حسان! اس سے کہو چلا جائے یہاں سے۔ دور ہو جائے میری نظروں سے۔ مر گیا یہ میرے لیے۔"

وہ جو سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر باپ کو دیکھا۔

"اس اعتماد کا شکریہ جو آپ نے مجھ پر کیا ہے۔" وہ کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے حسان کی طرف دیکھا۔ "تمہیں بھی لگتا ہے میں نے غلط کیا ہے؟"

"اندھے نہیں ہم۔ کوئی اور کہتا تو ہم کبھی نہ مانتے لیکن اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

حسان کے الفاظ پر اس نے سختی سے آنکھوں اور ہونٹوں کو بھینچ کر خود کو جیسے کنٹرول کیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر مجھے بھی اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہنا۔" وہ باہر کی طرف بڑھنے لگا۔ جب ذکیہ اس کے سامنے آ گئیں۔

"فیض! میرے بیٹے! مجھے تم پر پورا یقین ہے۔ میرا بیٹا کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔"

انہوں نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ لے کر کہا، جواباً اس نے بڑے احترام سے ان کا ماتھا چوما تھا اور باہر نکلنے لگا تو ذکیہ نے اس کا بازو تھام کر روک لیا تھا۔

"تم اپنی ماں کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے فیض۔"

"تمہیں اس پر اتنا یقین ہے تو تم بھی دفع ہو جاؤ اس کے ساتھ۔" اکرام علی غصے سے چیخے تھے۔

"ہاں مجھے بھی کوئی شوق نہیں یہاں رہنے کا۔"

"جانے سے پہلے سوچ لو دوبارہ تمہارے لیے یہ دروازے کبھی نہیں کھلیں گے۔" فیض کے ساتھ حسان اور عائشہ نے حیرت اور دکھ سے باپ کو دیکھا تھا۔

"امی آپ یہیں رہیں۔" فیض نے ان کا کندھا تھپتھپا کر کہا۔

"نہیں فیض! میں تمہیں جانے [illegible]"

"میں آپ کو لینے آؤں گا۔ ابھی [illegible] آپ یہیں رہیں۔"

اس کے بعد وہ رکا نہیں تھا۔

عائشہ نے آ کر روتی ہوئی ماں کو [illegible] گھیرے میں لے لیا تھا۔ ذکیہ نے روتے ہوئے [illegible] نفرت سے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی جیا کو دیکھا تھا۔

☆☆☆

ساری بات سنانے کے بعد جیا نے عمیرہ [illegible] طلب نظروں سے دیکھا۔ لیکن اسے اپنی طرف سنجیدگی سے دیکھتا پا کر نہ صرف اس کی [illegible] سکڑی تھی بلکہ وہ گڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدل گئی [illegible]

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

اتنی خاموشی پر اسے پوچھنا پڑا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا جیا! تم ایسا بھی [illegible] ہو۔"

"میں نے ایسا کیا غلط کیا ہے؟"

"غلط؟" عمیرہ نے غلط پر زور دے کر [illegible]

"غلط نہیں گناہ کیا ہے تم نے۔ بہتان لگایا ہے [illegible]"

جیا کچھ دیر کے لیے بول ہی نہیں سکی۔ [illegible] سر جھٹک کر جیسے کسی سوچ سے پیچھا چھڑایا تھا۔

"تو وہ جو میرے ساتھ کرتے رہے۔ وہ [illegible] تھا۔"

"میں نے کب کہا ٹھیک تھا لیکن تم نے [illegible] الزام لگایا ہے۔"

"غلط نہیں لگایا، وہ واقعی مجھے ڈرا رہے تھے۔"

"ڈرانے اور عزت پر حملہ کرنے میں [illegible] ہے۔ تم نے ایک بیٹے کو، ایک بھائی کو، اس کے [illegible] باپ، بہن بھائی کی نظروں میں گرا دیا ہے۔ اسے [illegible] سے بے گھر کر دیا۔ حالانکہ تم جانتی ہو انکل نے [illegible] تمہیں عزت دی ہے۔"

"ہاں صرف ابو نے۔ میں نے جو کیا مجھے [illegible] کوئی افسوس نہیں۔ مجھے نفرت ہے فیض [illegible]"

... انہیں مارا اور حسان بھائی نے ... مجھے بے حد سکون ملا تھا۔ اب کوئی ... ورثہ ہی اب مجھے کوئی تکلیف ... میرے راستے کی رکاوٹ بنے گا۔" وہ ... سے بولی تھی۔

"... تمہاری آنٹی، عائشہ۔ انہیں بھی تو تم ... ہے۔ کیا تم انہیں بھی الزام لگا کر ..."

"عمیرہ! تم میرے بارے میں ایسا سوچتی ہو۔ ... سمجھتی ہو مجھے۔" اس نے دکھ اور افسوس سے ... کہا۔

"کیونکہ تم نے غلط کیا ہے۔"

"نہیں میں نے ٹھیک کیا ہے۔ مجھے سکون کی ... ضرورت ہے جو ان کے ہوتے ہوئے مجھے نہیں مل سکتا ... خوشیوں پر میرا بھی حق ہے میں غلط نہیں۔"

وہ ہٹ دھرمی سے بولی تو عمیرہ نے گہرا سانس لے کر چہرہ دوسری طرف گھما لیا تھا۔ کیونکہ جو اسے ... تھا وہ تو کر چکی تھی اور پچھتاوے کا بھی اسے کوئی احساس نہیں تھا۔

☆☆☆

دروازہ زور سے بند ہوا تھا۔ پالک کاٹتی جیا نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا جہاں عائشہ اکرام علی کے کمرے سے نکل رہی تھی۔ غصہ اس کے چہرے اور انداز دونوں سے عیاں ہو رہا تھا۔ وہ اسے نظر انداز کر کے باہر لان کی طرف گئی تھی۔

وہ سر جھٹک کر پالک کاٹنے لگی تھی۔ وہ پالک کی ... لا کر کچن میں آئی تو شازیہ چائے تیار کر چکی تھی۔

"باجی! آپ یہ چائے بڑی بی بی کو دے آئیں کہ میں ذرا کچن کا کام نمٹا لوں۔ آج مجھے جلدی گھر جانا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے سر ہلا کر ٹرے اس کے ہاتھ سے لے لی۔ وہ جانے والی دروازے کھولنے لگی تھی ... عائشہ کی تیز آواز سن کر رک گئی عائشہ وہ اپنا غصہ اب ذکیہ پر نکال رہی تھی۔

"میں جب بھی ابو سے کوئی ڈیمانڈ کروں تو مجھے کفایت شعاری کا درس ملتا ہے۔ اب کچھ عرصے سے یہ سننے کو مل رہا ہے، فیکٹری گھاٹے میں جا رہی ہے۔ یہ ساری کٹوتیاں ہمارے لیے ہیں اور جو جیا نامی چڑیل ہے اس کے لیے نہ کفایت شعاری کا درس ہے، اور نہ پیسے مانگنے پر گھاٹے کی کہانیاں۔"

"کیوں اتنا غصہ کر رہی ہو عائشہ ہوا کیا ہے۔" اس کی اتنی تقریر کے جواب میں ذکیہ کی تھکی ہوئی آواز سننے کو ملی تھی۔

"ڈیڑھ ماہ پہلے میں نے ابو سے کہا تھا۔ مجھے فون چینج کرنا ہے تو مجھے کفایت شعاری پر اتنا لمبا لیکچر ملا تھا۔ اب لاکھوں لگا کر اس کا یونیورسٹی میں ایڈمیشن کروایا ہے اور آج مجھے دوست کی سالگرہ پر جانا ہے۔ بیس ہزار مانگے تو کہہ رہے ہیں فالتو پیسے نہیں میرے پاس۔ ان کی سگی بیٹی میں ہوں یا وہ جیا۔ ابو کو چاہیے اسے اپنے ساتھ رکھیں اور فیض بھائی کی طرح ہمیں گھر سے نکال دیں۔"

اور خاموشی سے عائشہ کو دیکھتی ذکیہ نے سختی سے ہونٹوں کو بھینچا تھا۔ فیض کا ذکر انہیں ایسے ہی بے چین کر دیتا تھا۔

"آپ چپ کیوں ہیں۔ فیض بھائی کی دفعہ تو آپ ابو سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاتی تھیں۔ میری دفعہ کیوں نہیں بول رہیں۔"

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے عائشہ! آہستہ بولو۔" انہوں نے اپنی کنپٹی دباتے ہوئے کہا تو عائشہ کتنی دیر انہیں دیکھتی رہی پھر ان کے سامنے بیٹھ کر رونے لگی۔

"روؤ نہیں عائشہ! مجھ سے لے لینا پیسے، جتنے تمہیں چاہئیں۔"

جیا نے گہرا سانس لے کر ٹرے میں رکھی پیالی کو دیکھا اور دروازہ دھکیل کر باہر آ گئی۔ ان لوگوں کے دلوں میں کڑواہٹ ابھی بھی ویسی ہی تھی بس اس نے پرواہ کرنی چھوڑ دی تھی کیونکہ وہ اپنے خواب کی تکمیل

کے کافی قریب تھی اس لیے کبھی کبھی وہ بہت ضمیر ملامت کرتا تو وہ دونوں تک سے ملنے جاتی تھی۔

☆☆☆

وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو لاؤنج میں ہلکی روشنی جل رہی تھی لیکن کوئی موجود نہیں تھا۔ دیوار پر لگے ہینڈل پر اس نے کار کی چابی لٹکائی اور ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ صوفے پر رکھ کر وہ معمول کے مطابق چلتا ہوا کمرے تک آیا اور آہستہ سے دروازہ کھول کر جھانکا تو امی کو جائے نماز پر بیٹھا دیکھ کر مسکراتا ہوا اندر آ گیا۔

"السلام علیکم امی۔"

"وعلیکم السلام۔ آج دیر لگا دی۔"

"جی امی! فیکٹری میں کام زیادہ تھا۔ اس لیے دیر ہو گئی۔ مجھے لگا آپ سو گئی ہوں گی۔"

"تم نہیں آئے تھے تو نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔ فون بھی تمہارا بند جا رہا تھا۔" ان کے کہنے پر اس نے فوراً اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا۔

"اوہ۔ میرا خیال ہے چارجنگ ختم ہو گئی ہے۔ آپ نے کھانا کھایا۔"

"کھایا تھا اور ابھی دوا بھی لے کر لی تھی۔" انہوں نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی [illegible] کی طرف اشارہ کیا۔

"چلو تم بھی آرام کرو، تھک گئے ہو گے۔" انہوں نے بغور اس کا تھکا ہوا چہرہ دیکھا ان کے دیکھنے پر وہ مسکرا کر کھڑا ہو گیا۔

"اب آپ بھی سو جائیں۔ صبح ملاقات ہوتی ہے۔"

وہ انہیں پیار کر کے باہر نکل آیا تھا۔ وہ باہر نکلا تو [illegible] آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا اور مسکرا کر کھڑی ہو گئی۔

"تم سوئی نہیں ابھی تک؟"

"نہیں۔ آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ کھانا گرم کروں۔"

"نہیں۔ کھا کر آیا ہوں۔ عائشہ کہاں ہے؟"

"کمرے میں ہے۔"

"سو گئی ہے۔"

"نہیں فون پر ہے۔"

حسان نے ایک نظر سیڑھیوں کی طرف دیکھا اوپر جانے کا ارادہ ملتوی کرتا ہوا پھر سے [illegible]

"اچھا پلیز ایک کپ چائے کا بنا دو، میں تب تک امی کو دیکھ آؤں۔"

"جی بھائی!" وہ سر ہلا کر کچن میں آ گئی [illegible] اندر داخل ہوا تو امی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھیں۔ وہ سلام کرتا ہوا قریب بیٹھ گیا اور ان کے آنکھیں کھولنے پر سوال منہ میں رہ گیا۔ امی نے تیزی سے آنکھیں صاف کر لیں۔

"آپ رو رہی ہیں امی؟" اس نے بے چینی سے ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے تھے۔

"نہیں تو، بس طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" نظریں چراتے ہوئے بولیں۔

"امی سچ بتائیں کیا ہوا ہے۔" ان کی آنکھیں دوبارہ آنسوؤں سے بھر گئیں لیکن منہ سے وہ کچھ نہ بولیں۔ وہ گہرا سانس لے کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

"فیض کو یاد کر رہی ہیں۔"

"نہ کرو۔ ماں ہوں میں، تم لوگوں کی طرح بے حس نہیں۔ جنہوں نے اسے نکال کر کبھی پوچھا تک نہیں کس حال میں ہے وہ۔"

"امی! بے حس ہم نہیں، وہ ہے۔ دو سال میں شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جس دن میں نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ وہ میرا فون تک نہیں اٹھاتا اور فون نمبر بھی کتنی مشکل سے اس کے دوست سے لیا تھا۔ ٹھکانا پتا ہوتا تو اب تک اسے لے آتا۔ آپ کو ہم قصور وار نظر آتے ہیں، اس کی غلطی نظر نہیں آتی۔"

"وہ غلط نہیں۔" ان کے کہنے پر حسان نے افسوس سے سر جھکایا۔

"پیار اپنی جگہ امی! لیکن غلط کو غلط کہنا سیکھیں۔ سب آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ پھر

وہ ... رک سے گئی۔"
"... نہیں، کچھ بات نہیں ہوئی۔"
... تھا تو وہ بات کرتا۔ اپنے
... گی" ... آپ کی بار ایک خاموشی سے اسے

... اس کے دل میں چور تھا۔" وہ دوبارہ

... بھی ..." کہہ کر انہوں نے
آنکھیں بند کر کے ٹیک لگائی تو حسان نے
... گیا۔

"... آپ پریشان نہ ہوں، وہ آ جائے گا۔ وہ
... آپ سے نہیں۔"
"... نہیں آئے گا جب تک وہ یہاں ہے۔"
... حسان خاموش ہو گیا تھا۔
"... ابو کا خیال رکھا کریں، کب تک آپ
... رہیں گے۔ ابو بھی فیض سے پیار
... اگر آپ کو اس کے جانے کا دکھ ہے تو
... آپ تو رو کر، کہہ کر بھڑاس نکال لیتی
... بھی نہیں کر سکتے۔"
"اوہ ہاں" وہ طنزیہ مسکرائیں۔ "کس منہ سے
... کریں گے۔"
"پلیز امی ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں لگتی۔ اتنی
... کے لیے اچھی نہیں۔ میرے کہنے پر بھی وہ
... نہیں آئے اور میں ان کو اتنا فورس بھی نہیں کرتا
... میں ٹینشن کے سوا کچھ بھی نہیں۔ آپ کو
... اس بچے کی فکر ہے، آپ کو میرا کوئی خیال
... مسئلوں کے ساتھ میں اکیلا جوجھ رہا
... اس وقت مجھے اس کی ضرورت تھی لیکن
... بات ادھوری چھوڑ کر اٹھ گیا۔
"... آپ آرام کریں اور کوشش کریں ابو کے
... رہے گی، ورنہ نقصان ہمارا ہی ہوگا۔"
... آنکھیں کھولیں لیکن وہ رکا نہیں تھا۔
"... چائے۔" وہ جو سیڑھیوں کی
... کر اسے دیکھا۔

"سوری ... اب دل نہیں کر رہا۔" کہہ کر وہ
سیڑھیاں چڑھ گیا تھا اور وہ اس کی طرف مڑ گئی
تھی۔

☆☆☆

اس کی آنکھیں بند تھیں لیکن وہ بند آنکھوں اور
بند ہونٹوں کے ساتھ مسکرا رہی تھی جیسے بند آنکھوں
کے پیچھے خوب صورت سپنے اتر آئے ہوں۔ تب ہی
پاس رکھے موبائل کی بیپ پر جیسے وہ چونک گئی تھی۔
اس نے آنکھیں کھول کر موبائل اسکرین دیکھی اور پھر
مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر رچ گئی تھی۔ اس نے انگلی
سے اسکرین دبائی تو میسج اس کے سامنے تھا۔
"اس خوب صورت لڑکی کے نام جس کی وجہ
سے دنیا مجھے خوب صورت لگتی ہے۔"
وہ کتنی دیر اسکرین کو دیکھتی رہی۔ تب ہی گاڑی
رکنے کی آواز پر اس نے سرسری سی نظر گھمائی لیکن
گاڑی سے اترتی عائشہ کو دیکھ کر وہ بے ساختہ کھڑی تھی
اور دوسری طرف سے اترتے لڑکے کو دیکھ کر وہ ایسی
بے ساختگی سے بوگن ویلیا کی بیل کے پیچھے چھپی تھی
وہ تب تک وہیں کھڑی رہی جب تک عائشہ گیٹ کے
اندر داخل نہیں ہوئی۔ وہ گاڑی چل گئی تبھی حسان کی
گاڑی گیٹ کے آگے آ کر رکی تھی۔ ایک پل کے لیے
اس کا سانس سینے میں اٹک کر رہ گیا، جیسے عائشہ کی جگہ
وہ چوری کرتی پکڑی گئی ہو۔
حسان نے ایک نظر دور جاتی گاڑی کو دیکھا اور
پھر وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ چلتی
ہوئی دھڑکنوں کے ساتھ پیچھے کی طرف بھاگی تھی
جہاں عائشہ کی کلاس لگ چکی تھی۔
"کہاں سے آ رہی ہو تم؟" حسان کے لہجے
کے ساتھ اس کے چہرے کے تاثرات بھی سخت تھے۔
دوست کی برتھ ڈے پر گئی تھی۔ عائشہ کی سنائی
ہوئی آواز آئی تھی۔
"آئی کس کے ساتھ ہو؟"
"وہ میری دوست کے ساتھ۔"
"جھوٹ مت بولو عائشہ! میں نے خود تمہیں کار

سے اترتے دیکھا ہے، جسے ایک لڑکا ڈرائیو کر رہا تھا۔" اتنی دیر میں عائشہ سنبھل چکی تھی۔

"بھائی! وہ میری دوست کا بھائی تھا۔ میں نے رائڈ کے لیے کال کی تھی لیکن کوئی مل نہیں رہی تھی تو اس نے کہا، اس کا بھائی چھوڑ آئے گا۔ آپ کہیں تو نوشین سے بات کروا دیتی ہوں۔"

"کراؤ۔"

"حد کرتے ہو حسان! اتنی انویسٹی گیشن کرو گے۔ اگر وہ کہہ رہی ہے نوشین کا بھائی ہے تو ہوگا۔ جاؤ تم عائشہ!" ذکیہ نے مداخلت کر کے عائشہ کی خلاصی کروائی تھی۔ وہ تیزی سے وہاں سے ہٹی تھی۔

"امی! مجھے اس کے طور طریقے پسند نہیں، نظر رکھیں اس پر۔" اس نے غصے سے چابیاں ٹیبل پر پھینکیں۔

"حسان! کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ اپنی ہی بہن پر شک کر رہے ہو۔"

"امی! شک نہیں کر رہا آپ کو آگاہ کر رہا ہوں۔" اب کی بار ذکیہ خاموشی سے اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

"کچھ دنوں تک آ رہی ہیں آپا پھر عائشہ کا بھی نکاح ہو جائے گا پر میں چاہتی تھی۔ تمہاری بھی بات ساتھ کر دیتی۔"

"مجھے چھوڑیں امی! میرے اور بھی بڑے مسئلے ہیں۔ فیکٹری کی کنسائنمنٹ کلیئر کرنے کے لیے پوری طرح قرض میں ڈوب چکا ہوں۔ فیکٹری کے مسئلے کم ہیں جو گھر آنے پر نئے مسئلے شروع ہو جاتے ہیں۔" وہ بری طرح بیزار لگ رہا تھا۔

"حسان سنو تو ــــ" وہ اسے تسلی دینا چاہتی تھیں لیکن وہ غصے سے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ ذکیہ نے گہرا سانس لے کر سامنے دیکھا تو چونک گئیں۔ بیس اکرام علی کب سے وہاں کھڑے سن رہے تھے۔ پتا نظریں چرائی دوسرے کمرے کی طرف مڑ گئیں۔

☆☆☆

وہ جائے نماز تہ کر رہے تھے جب حسان دستک دے کر اندر داخل ہوا۔

"ابو! کچھ مہمان آئے ہیں۔"

"کون آیا ہے؟" انہوں نے پوچھا۔

"جیا کی دوست اور اس کی فیملی۔"

"تو مجھے کیوں بتا رہے ہو، جیا کو بتاؤ۔" ... نے حیرانی سے حسان کو دیکھا۔

"لیکن وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" اب کے وہ چونک کر سیدھے ہوئے۔ "... ہے؟"

"پتا نہیں ابو! یہ تو مل کر پتا چلے گا۔" وہ ... کچھ حیران تھا۔

"چلو۔" انہوں نے قمیص پر ہاتھ پھیر کر ... کو سیدھا کیا تھا۔

وہ دبے پاؤں چلتی اس کے پیچھے آئی تھی ... کا ارادہ اسے ڈرانے کا تھا۔ لیکن اس کے قریب ... پر وہ بغیر چونکے مسکراتی ہوئی اس کی طرف مڑی ... اور وہ جو سوچ رہی تھی اسے سرپرائز دے گی۔ ... سرپرائز ہو گئی تھی۔

"مجھے یہاں اچانک دیکھ کر تمہیں حیرت ... ہوئی؟"

اس سے گلے ملتے ہوئے عمیرہ نے اسی ... سے سوال کیا تھا۔

"نہیں، مجھے پتا تھا تم آنے والی ہو۔"

"لیکن میں نے تو تمہیں ایسی کوئی اطلاع ... دی تھی۔" عمیرہ نے کہتے ہوئے غور سے اس کی ... دیکھی جو جواب دینے کے بجائے دوبارہ چولہے ... طرف مڑ گئی تھی۔ عمیرہ نے اب ارد گرد کا جائزہ لیا ... فلیٹ پر کافی لوازمات نظر آ رہے تھے۔

"مجھے کامران نے فون کر کے بتایا تھا، تم لوگ آ رہے ہو۔"

"او تو یہ بات ہے۔" عمیرہ نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔ "کب سے چل رہا ہے یہ سلسلہ؟" نہ چاہتے ہوئے بھی عمیرہ کا لہجہ ...

جیا نے مڑ کر سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھا۔
"تمہیں کیوں برا لگا ہے۔"

"نہیں لگنا چاہیے؟ بیسٹ فرینڈ ہوں تمہاری کامران بھائی کزن ہیں میرے اور میرے توسط تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو اور مجھے ہی علم نہ۔" اس کا لہجہ غصیلا تھا۔

"اتنا اوور ری ایکٹ کرنے کی ضرورت نہیں رہ! کامران نے مجھے منع کیا تھا انہیں لگتا تھا تمہیں اب نہیں لگے گا۔ تم ہمارا رشتہ نہیں ہونے دو گی۔"

"کیا؟" افسوس کے مارے وہ اتنا ہی بول "میں کیوں ایسا کروں گی۔"

"کیونکہ تم کامران کو پسند کرتی ہو۔"

"یہ کامران بھائی نے تم سے کہا؟" اب کی بار عمیرہ کا لہجہ بہت سنجیدہ تھا۔

"ہاں!"

"اور تم نے مان لیا۔"

عمیرہ کے سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ عمیرہ نے گہرا سانس لے کر اس کا نظر انداز کرنے والا انداز دیکھا۔

"میں تو تمہیں کچھ کہنے سمجھانے آئی تھی اپنی دوست اور بہن سمجھ کر لیکن مجھے لگتا ہے کہ اب اس کی ضرورت نہیں۔" جیا نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تھا تب ہی حسان آیا تھا اور عمیرہ کو وہاں دیکھ کر مسکرا دیا۔

"ابو بلا رہے ہیں۔ چائے لے آؤ۔" اس نے جیا سے کہا تھا۔

حسان کے جانے کے بعد جیا نے عمیرہ کو دیکھا لیکن اس سے پہلے وہ کچھ کہتی عمیرہ کچن سے نکل گئی تھی۔

☆☆☆

"بھائی صاحب! آپ کو عجیب لگے گا کہ نہ جان پہچان رشتہ مانگنے آ گئے لیکن عمیرہ کو تو آپ جانتے ہیں۔ میں عمیرہ کی پھوپھو ہوں اور کامران میرا بیٹا ڈاکٹر ہے۔ اسی کا رشتہ لے کر آئے ہیں ہم آپ کی بیٹی کے لیے۔"

اکرام اور ذکیہ نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔

"بس بھائی صاحب! ماں باپ کو تو اپنی اولاد کی شادی کے ارمان ہی بہت ہوتے ہیں۔ خاص کر اگر اولاد اکلوتی ہو تو میرا ماشاء اللہ ایک ہی بیٹا ہے۔ تین بہنوں کا اکلوتا بھائی اور آپ کی بھی ایک ہی بیٹی ہے۔ آپ کے بھی بڑے ارمان ہوں گے۔ میں تو کامران کی شادی اپنی مرضی سے بڑی اونچی جگہ پر کرنا چاہتی تھی لیکن جب کامران نے بتایا کہ اس نے لڑکی پسند کر لی ہے تو دل بہت برا ہوا لیکن جوان اولاد ہے، بندہ کیا کر سکتا ہے لیکن اب آپ لوگوں کا گھر بار دیکھا تو دل خوش ہو گیا۔"

تب ہی جیا حسان کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ سلام کرنے کے بعد وہ اب پلیٹ سرو کر رہی تھی۔

ذکیہ اور اکرام علی حیرانی سے نصرت کی باتیں سن رہے تھے۔ عمیرہ نے بے ساختہ پہلو بدلا۔

"انکل! پھوپھو جیا کی بات کر رہی ہیں۔" اب کی بار نصرت چونکیں۔

"کیا ان کی اور بھی بیٹی ہے؟" یہ سوال انہوں نے عمیرہ سے کیا تھا۔ باقی سب کے ساتھ جیا بھی عمیرہ کو دیکھنے لگی تھی۔

"جیا انکل کی سگی بیٹی نہیں۔"

عمیرہ کے کہنے پر نصرت کے ساتھ آئی ان کی دو بیٹیوں کے چہرے پر مروت کے مارے جو مسکراہٹ تھی، وہ بھی غائب ہو گئی تھی۔ اکرام علی نے بہت غور سے ان کے تاثر دیکھے تھے۔

"لیکن جیا میری سگی بیٹی سے بھی زیادہ ہے۔" انہوں نے بے ساختہ جیا کا بازو پکڑ کر اسے ساتھ بٹھا لیا جبکہ ذکیہ کا کردار خاموش تماشائی کا تھا۔ جیا کا رشتہ ہو یا نہ ہو انہیں اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔ لیکن صرف حسان کے مجبور کرنے پر وہاں بیٹھی تھیں لیکن نصرت تو جیسے سوچ میں پڑ گئی تھیں۔ بات آگے بڑھا نہیں پائیں۔ ان کے ساتھ بیٹھی ان کی بڑی بیٹی نے ان کو ٹہوکا دیا تھا۔

"تو بھائی صاحب! کیا کہتے ہیں آپ؟"

"بہن جی! بات ایسی ہے یہ فیصلے اتنی جلدی تو نہیں کیے جاتے۔ آپ سوچنے کے لیے مجھے تھوڑا وقت دیں۔"

"یہ آپ نے خوب کہی بھائی صاحب! میرا یہاں آنا، آپ کا ہاں کہنا بس ایک فارمیلٹی ہی ہے۔ ورنہ بات تو بچے آپس میں طے کر چکے ہیں۔" انہوں نے ایک چبھتی نظر جیا پر ڈالی، جس کا چہرہ بالکل زرد پڑ گیا تھا۔

"ہو سکتا ہے جیسا آپ کہہ رہی ہو ویسا ہی ہو لیکن پھر بھی مجھے اپنی تسلی کے لیے تھوڑا وقت چاہیے۔" اب کی بار اکرام علی کا لہجہ سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں انکل! آپ پوری طرح سے اپنی تسلی کر لیں۔ امی ایکچولی کامران کی شادی کو لے کر کافی ایکسائیٹڈ ہیں۔ اس لیے ایسی باتیں کر رہی ہیں۔"

کامران کی بہن نے اچانک درمیان میں بول کر بات کو سنبھالا تھا جبکہ جیا سے پھر اس کے بعد وہاں زیادہ دیر بیٹھا نہیں گیا۔

☆☆☆

صبح جتنی خوب صورت اور خوش کن تھی۔ شام ہوتے ہوتے وہ خوشی تکلیف اور غصے میں بدل گئی تھی۔ وہ لوگ جا چکے تھے لیکن جیا میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ نیچے جا کر اکرام علی اور رقیہ کا سامنا کرے۔ تب ہی وائبریٹ پر لگا اس کا فون تھرتھرانے لگا تھا اور اسکرین پر نظر آتے نام کو دیکھ کر اس نے ہونٹ اور مٹھیاں بھینچ کر خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی۔ دروازہ بند کر کے اس نے فون آن کر کے کان سے لگایا۔ دوسری طرف بڑی لگاوٹ سے اسے پکارا گیا تھا۔ وہ کیا کہہ رہا تھا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ اس کی خاموشی کو شاید اس نے بھی محسوس کر لیا تھا، اسی لیے خاموش ہو گیا تھا۔

"اتنی چپ کیوں ہو جیا؟"

"کامران! کیا آپ نے اپنی امی کو [illegible] تھا۔ میں ابو کی سگی بیٹی نہیں۔"

"کیوں۔ کچھ ہوا ہے؟" وہ چونکا ہو کر [illegible]

"آپ کو نہیں لگتا، ان کو پتا ہونا چاہیے تھا [illegible]"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے جیا؟"

"پڑتا ہے۔ ان کے چہرے سے لگ [illegible] کو فرق پڑا ہے۔ وہ بالکل خوش نہیں تھیں۔"

"امی کی عادت ہی ایسی ہے اور پھر کیا فرق [illegible] ہے۔ میں تم خوش ہیں، کافی ہے۔"

"یہی بات وہ بار بار کر رہی تھیں۔ [illegible] نہیں کتنی بار چھپ چھپ کر ملتی رہی ہوں آپ [illegible] سو بار بار ابو کو جتا رہی تھیں۔ بچوں کی مرضی [illegible] جانتے ہیں ابو کے سامنے میں کتنا آکورڈ فیل [illegible] تھی۔ مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی شرمندگی کے [illegible] میں انہیں فیس نہیں کر پا رہی تھی۔" وہ رو دینے کو [illegible]

"جیا پلیز اس میں ناراض ہونے والی کوئی [illegible] نہیں۔ امی کو منانے کے لیے میں نے کیا کیا جتن [illegible] کیے اور تم میرے لیے اتنا برداشت نہیں کر سکتیں [illegible] اب کہ وہ کچھ ناراضی سے بولا۔

"ابھی تو کوئی رشتہ نہیں جڑا تو یہ حال ہے [illegible] میں پتا نہیں کیا کیا برداشت کرنا پڑے گا۔"

"اف جیا! کتنا نیگیٹو سوچ رہی ہو تم۔ میں [illegible] تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا۔ یقین [illegible] بہت چاہتا ہوں تمہیں۔" وہ ایک بار پھر اسے باتوں میں الجھا رہا تھا۔

☆☆☆

"تمہیں کیا لگتا ہے حسان؟"

"بظاہر تو سب ٹھیک ہے ابو! اس کے پڑوس [illegible] سے بھی پتا کروایا ہے اور اس کے کولیگ سے بھی [illegible] ہے۔"

"اور گھر والے؟"

"وہ تو اس دن آپ نے دیکھ لیے تھے۔" حسان جتاتے ہوئے انداز میں بولا۔

"سچ پوچھو تو مجھے لڑکے کی ماں بہنیں پسند نہیں [illegible]

...ہاں بوڑھی ہیں۔ جیا ان کو ہینڈل نہیں کر سکتی ... بھی گئے تھے مجھے وہ لوگ۔ سوچ رہا ہوں منع کر دوں۔"

"مجھے نہیں لگتا آپ کو منع کرنا چاہیے۔"

"کیوں؟" وہ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"ایک بار جیا سے پوچھ لیں۔" حسان کے کہنے پر وہ کتنے لمحے تک اس کا چہرہ دیکھتے رہے۔

"بلا لاؤ اسے۔" حسان سر ہلا کر باہر نکل گیا۔

اس کے نکلتے ہی انہوں نے ذکیہ کی طرف دیکھا جو اس دوران خاموشی سے ٹی وی دیکھ رہی تھیں لیکن صاف محسوس ہو رہا تھا کہ دھیان اس طرف نہیں ہے۔

"تمہارا کیا خیال ہے کیا جواب دینا چاہیے؟" انہوں نے گردن گھما کر انہیں دیکھا اور گہرا سانس لے کر ٹی وی کی آواز بند کر دی۔

"مجھے آپ نے ایسا کوئی حق نہیں دیا کہ میں کوئی رائے دے سکوں۔ آپ اس کے زیادہ سگے ہیں، بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔" آج بہت عرصے بعد انہوں نے کڑوی ہی سہی لیکن ان سے بات کی تھی۔

"اصولاً یہاں سب جیا سے بڑے ہیں لیکن..." انہوں نے کچھ بھی کہنے سے خود کو روکا تھا۔

"سوچا آپ کو یاد دلا دوں، عائشہ آپ کی ہی بیٹی ہے اور جیا سے بڑی ہے۔"

"پتا ہے مجھے لیکن رشتہ جیا کا آیا ہے تو اس لیے منع کر دوں کہ عائشہ جیا سے کچھ ماہ بڑی ہے۔"

"میں نے آپ کو بتایا تھا۔ آپا عائشہ کا رشتہ مانگ رہی ہیں لیکن تب آپ کو عائشہ چھوٹی لگ رہی تھی۔"

اکرام علی نے گہرا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے تمہیں جو مناسب لگتا ہے کرو۔"

"ہاں میری بیٹی ہے۔ میں کر لوں گی۔ آپ ... کی پروا کریں۔" وہ جل کر بولیں تب ہی حسان کے ساتھ جیا اندر داخل ہوئی تھی۔

"آؤ بیٹا! اس دن جو ڈاکٹر کامران کا پرپوزل آیا تھا، تمہاری رائے جاننی تھی اس بارے میں۔"

"میں...... ابو......" وہ کنفیوز ہو کر انہیں دیکھنے لگی۔

"ہاں بیٹا! تمہاری مرضی ہو گی تو ہم ہاں کریں گے۔ اگر تمہیں پسند ہے تو بتا دو، اگر ناپسند ہے تو بھی بتا دو۔"

"ابو جیسے آپ کی مرضی۔" وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔ انہوں نے ایک نظر حسان کو دیکھا جو جیا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں، انکار کر دوں۔" وہ جیا پر نظر جما کر بولے اور اس نے جس طرح ایک جھٹکے سے آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا، احسان کے بیان کی تصدیق ہو گئی تھی۔ اس کا پریشان چہرہ اس کے دل کی بات بیان کر رہا تھا۔

"بچے بڑے ہو گئے ہیں۔" گہرا سانس لے کر انہوں نے خود سے کہا تھا۔

انہوں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور حسان سے کہا تھا کہ ان لوگوں کو فون کر کے ہاں کر دے۔

☆☆☆

"نکاح کا فنکشن بہت شاندار تھا اور تم اتنی زبردست لگ رہی تھیں کہ حد نہیں۔ کامران بھائی کی نظر تو تم سے ہٹ نہیں رہی تھی۔"

وہ مسکرا کر البم کے صفحے الٹتے ہوئے تبصرہ بھی کر رہی تھی لیکن جب دوسری طرف سے کوئی رسپانس نہیں ملا تو اس نے البم پر سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا جو کسی گہری سوچ میں تھی۔

"تم سے بات کر رہی ہوں جیا!"

"ہوں...... سن رہی ہوں۔"

"کیا سن رہی ہو؟ میں اتنی دیر سے بول رہی ہوں۔" عمیرہ خفگی سے بولی۔

"فنکشن تو اچھا ہونا تھا۔ لاکھوں لگے تھے۔" وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوئی۔ "ابو کی فنانشل کنڈیشن اچھی نہیں۔ وہ مجھ پر ظاہر نہیں کرتے لیکن میں اسی گھر

میں رہتی ہوں، سب پتا چلتا ہے۔ میں نے کامران سے کہا بھی تھا، نکاح سادگی سے کر لیتے ہیں لیکن نہیں۔ ماں بیٹے کا ایک ہی نعرہ ہے، میں اکلوتا ہوں۔ میری ماں کے ارمان ہیں، میرے رشتے دار، ہماری عزت سب۔ کچھ ان کا۔ ہمارا کچھ نہیں۔" وہ غصے سے بولتے ہوئے روہانسی ہو گئی تھی۔

"کون لوگ منہ سے ڈیمانڈ کرتے ہیں۔ اپنے تین تین جوڑوں کے ساتھ خالہ، چچیوں، ممانیوں کے جوڑے بھی مانگے۔ میں نے اپنے سے مہنگے ان کے کپڑے لیے کہ انہیں باتیں کرنے کا موقع نہ ملے لیکن پھر بھی انہوں نے اگلے دن فون کر کے آنٹی سے شکایت کی۔ کپڑے ہلکے کوالٹی کے تھے اور آنٹی نے جس طرح مجھے دیکھا تھا، میں بتا نہیں سکتی عمیرہ! مجھے کیسا محسوس ہوا تھا۔ میں نے یہ نکاح عزت کے لیے، خوشی کے لیے کیا تھا لیکن یہاں بھی مجھے عزت نہیں مل رہی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کیا کروں۔" وہ بے بسی سے عمیرہ کو دیکھنے لگی جو مسلسل خاموش تھی۔

"تم کچھ کہو گی نہیں عمیرہ؟"

"کیا کہوں جیا! میں کچھ کہوں گی تو تم کہو گی میں تمہارا رشتہ تڑوانا چاہتی ہوں۔"

"کم از کم عمیرہ! تم تو طنز مت کرو۔" وہ رو پڑی تھی۔

"کیا کہوں جیا! شاید تمہیں خود محسوس نہیں ہوتا، تم بدل گئی ہو۔ یہ کوئی اور جیا ہے جسے اپنے آگے کچھ نظر نہیں آتا جو اپنی خوشی کے لیے کسی کا دل اور اعتماد توڑ سکتی ہے۔"

وہ اس کی بہترین دوست تھی اور اسے کسی پچھلی بات کا حوالہ دے کر اسے آئینہ دکھا دی تھی جس میں اس کی صورت اتنی بھیانک نظر آ رہی تھی کہ وہ خود سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔

"میں اس دن تمہیں پھوپھو کے بارے میں ہی بتانے آئی تھی حالانکہ میرا خیال تھا، تمہیں پتا ہو گا میں اکثر پھوپھو کے قصے تمہیں سناتی تھی۔ مجھے لگا تم انکار کر دو گی اور سچ پوچھو تو مجھے اس بات کا دکھ ہوا تھا کہ تم کامران بھائی سے رابطہ میں تھیں اور مجھے خبر بھی نہیں۔ میں مطمئن تھی کہ تم انکار کر دو گی۔"

"مجھے بتاؤ، اب میں کیا کروں۔" وہ روتے ہوئے بے بسی سے بولی۔

"اب کیا ہو سکتا ہے، یہ رشتہ جڑ چکا ہے، نبھانا پڑے گا۔"

"عمیرہ! اگر وہ اسی طرح ڈیمانڈ کرتے رہے ابو کیسے انہیں پورا کریں گے۔ میں اور کتنا ان پر بوجھ بنوں۔"

"پھوپھو کو کچھ سمجھانا مشکل ہے، تم کامران بھائی کو آہستہ آہستہ سمجھاؤ۔ میرا خیال ہے وہ سمجھ جائیں گے۔"

"مجھے نہیں لگتا۔" وہ مایوسی سے بولی۔

"جیا! ابھی نکاح کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں تم یوں مایوسی کی باتیں کرنے لگی ہو۔ کامران بہت رنگین طبیعت کے مالک ہیں۔ بہت لڑکیوں سے ان کی دوستی بھی لیکن انہوں نے نکاح تم سے کیا ہے مطلب وہ تمہارے لیے سنجیدہ ہیں۔"

"اسی کی کسر رہ گئی تھی۔" عمیرہ کی بات سن کر جیا نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا تھا۔

عمیرہ کو محسوس ہوا اس نے شاید غلط موقع پر بات کر دی ہے۔

"دفع کرو جیا! ان باتوں کو، ان شاء اللہ آگے سب اچھا ہو گا۔ تم سب وہم دماغ سے نکال دو۔ کامران بھائی اچھے ہیں۔ وہ تمہاری بات سمجھیں گے۔"

"ہوں۔" وہ گہرا سانس لے کر اس کی طرف مڑی۔ "عمیرہ! کچھ بھی ہو جائے پلیز تم کبھی مجھ سے ناراض نہ ہونا اور مجھے معاف کر دو۔ میں نے تمہارے خلوص پر شک کیا، تمہیں دکھ دیا۔"

عمیرہ نے بے ساختہ اسے گلے لگا لیا۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔" وہ اس کی پشت سہلاتے ہوئے بولی۔

☆☆☆

"آپ خالہ سے تھوڑا ٹائم لے لیں امی! ابھی ایسی پوزیشن میں نہیں کہ وہ دو شادیاں ہو سکیں۔" حسان نے ماں کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

"کب سے تو ان کو ٹال رہی ہوں اور کتنا منع کروں اور جلدی اس لیے بھی ہے کہ عائشہ کی شادی ہوگی تو فیض ضرور آئے گا۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتا، اس کا موبائل بجنے لگا تھا۔ وہ نمبر دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور کب سے خاموش بیٹھی باتیں سنتی عائشہ پھٹ پڑی تھی۔

"امی! میں آپ سے کہہ چکی ہوں، مجھے ابھی شادی نہیں کرنی اور خالہ کے گھر تو بالکل نہیں۔" ذکیہ نے غصے سے اسے دیکھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔ یہ بچپن سے بات طے ہے تمہاری۔ پہلے تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔"

"پہلے نہیں تھا لیکن اب ہے۔ نہیں کرنی تو نہیں کرنی۔" وہ خودسر انداز میں بولی۔

"میں کافی عرصے سے تمہارے انداز دیکھ رہی ہوں، بہتر ہے، تم سنبھل جاؤ۔"

"اور اگر میں آپ کی بات نہ مانوں تو؟"

ذکیہ نے بے یقینی سے اس کا انداز دیکھا۔

"میں زبردستی بھی کر سکتی ہوں۔"

"اگر آپ نے ایسا کیا تو میں گھر سے بھاگ جاؤں گی۔"

"عائشہ" حیرت اور بے یقینی کے مارے وہ صرف اتنا ہی بول سکیں جبکہ وہ جھنکاتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔

وہ کتنی دیر ساکت اسی پوزیشن میں بیٹھی رہیں۔ صبح سے طبیعت عجیب بوجھل سی ہو رہی تھی۔

☆☆☆

موسم خوش گوار تھا تو وہ چہل قدمی کے لیے گھر سے باہر آ گئے تھوڑی دور چلنے سے سانس پھولنے لگا تھا تو وہ پارک کے باہر رکھے بنچ پر بیٹھ گئے۔ کتنی دیر بے خیالی میں سامنے دیکھتے رہے اور کچھ یاد آنے پر

بیٹے آنکھیں نم ہو گئی تھیں، جب ہی ان کے پڑوسی اقبال صاحب ان کے پاس آ کر کھڑے ہوئے تھے۔

"کیا بات ہے اکرام صاحب! اکیلے کیوں بیٹھے ہیں؟"

"بس واک پر نکلا تھا' سوچا تھوڑا بیٹھ کر موسم انجوائے کر لوں۔"

وہ بھی مسکرا کر ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا اکرام صاحب؟" باتوں کے دوران اقبال صاحب نے نوٹ کیا کہ اکرام صاحب کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی تھی۔

"پتا نہیں، گھبراہٹ سی ہو رہی ہے۔" وہ سینہ مسلتے ہوئے بولے۔

"چلیں، آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے چلوں۔" اقبال صاحب پریشانی سے بولے۔

"نہیں، اب ایسی بھی بات نہیں، شاید بی پی لو ہو گیا ہے۔" وہ ان کی تسلی کے لیے مسکرا کر بولے۔

"چلیں، آپ کو گھر چھوڑ دوں۔"

ان کے کہنے پر وہ خاموشی سے ان کے ساتھ چلنے لگے۔ گھر پہنچ کر وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئے۔ عائشہ نے پانی کا گلاس لا کر ان کے سامنے رکھا۔ انہوں نے دو گھونٹ پی کر گلاس واپس رکھ دیا۔ تب ہی ذکیہ دو بڑے بڑے ٹفن لے کر کچن سے نکلیں۔

"امی! کیا آپ صبح سے خود کو کچن میں تھکا رہی ہیں، میں نے آپ سے کہا بھی ہے، میں پیسے دے آتا ہوں۔"

"پیسے بھی دے آؤ لیکن یہ کھانا بھی یتیم بچوں کو دے آؤ۔ آج میرے فیض کی سالگرہ ہے۔ میں نے سب کھانے اس کی پسند کے بنائے ہیں۔ وہ کھائیں گے تو میرے بچے کو دعا دیں گے۔ بھوک کا اتنا کچا تھا، پتا نہیں پردیس میں گھر کا کھانا ملتا ہوگا بھی یا نہیں۔"

وہ رو پڑی تھیں۔ اکرام علی کو اپنے بائیں طرف درد کی لہر اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔

"امی! اس کی فکر نہ کریں، وہ ٹھیک ہے۔" حسان نے انہیں ساتھ لگا کر تسلی دی تھی۔

"تمہاری بات ہوئی ہے اس کے ساتھ؟" انہوں نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ مسکرا دیا۔ تب ہی جیا کے چیخنے کی آواز پر وہ ایک ساتھ مڑے تھے، جہاں اکرام علی سینے پر ہاتھ رکھے دوہرے ہو رہے تھے۔ حسان بھاگتا ہوا ان کی طرف آیا تھا۔

"کیا ہوا ابو؟" وہ اور جیا ان کی پشت سہلانے لگے، جن کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔

"حسان! ہسپتال لے چلو انہیں۔" ذکیہ نے روتے ہوئے حسان سے کہا۔ حسان نے ان کو سہارا دے کر کھڑا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ گر گئے تھے۔ ان تینوں کی چیخیں بے ساختہ تھیں۔

☆☆☆

اکرام علی کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ وہ آئی سی یو میں تھے اور باہر وہ چاروں ان کی زندگی کی دعا مانگ رہے تھے۔

"امی! آپ بیٹھ جائیں، نہیں تو آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔" حسان نے کندھے سے تھام کر انہیں بینچ پر بٹھایا۔

"حسان! ڈاکٹر کچھ بتا کیوں نہیں رہے، ایک بار اکرام ٹھیک ہو جائیں حسان! میں ان سے معافی مانگ لوں گی۔ کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔" عائشہ بھی آ کر ماں کے کندھے سے لگ کر رونے لگی۔

"ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا امی! آپ دعا کریں۔"

"میں کھانے کے لیے کچھ لے کر آتا ہوں۔" وہ جیا سے کہہ کر کاریڈور میں مڑ گیا تھا۔

وہ دکھتی ہوئی آنکھوں سے ذکیہ اور عائشہ کو دیکھنے لگی۔ دکھ تو اسے بھی بہت تھا، وہ اس کے لیے سب سے بڑھ کر تھے لیکن وہ عائشہ کی طرح ذکیہ کے ساتھ لگ کر اپنے دکھ کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔ اس کو بہت رونا آ رہا تھا، وہ بھی اللہ سے اپنے گناہ کی معافی مانگ رہی تھی۔ ذکیہ نے تو اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تھا لیکن وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ کتنی بڑی گناہ گار ہے۔

اس نے بے دردی سے اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کو صاف کیا۔ لیکن سامنے سے … اسے اپنی نظروں کا دھوکا لگا تھا کیونکہ وہ … رہی تھی۔ وہ پلکیں جھپکے بغیر اسے دیکھ رہی تھی، جو اس کے قریب آ رہا تھا اور اس کی طرف دیکھے بغیر … کے قریب سے گزر گیا تھا۔ وہ ذرا اس کی کیفیت … کر اس کی پشت دیکھنے لگی لیکن جس وقت عائشہ … ذکیہ روتے ہوئے اس کے گلے لگی تھیں، اس … سانس لینے میں رک گئی تھی۔ وہ الوژن نہیں … حقیقت تھی۔ وہ پھر آ گیا تھا۔

☆☆☆

حسان کچن میں آیا تو وہ چولہے کے آگے کھڑی تھی لیکن دھیان شاید وہاں نہیں تھا، تب ہی چولہے پر رکھا دودھ ابل گیا تھا۔ حسان نے تیزی سے آگے بڑھ کر برنر آف کیا تو وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔

"دھیان کہاں ہے تمہارا؟" حسان نے … سے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھا تو اس نے منہ سے … کہنے کے بجائے سر نفی میں ہلا دیا۔

"ابو ٹھیک ہیں؟" اس کی کھوجتی نظریں خود پر محسوس کر کے اس نے سوال کیا۔

"پہلے سے بہت بہتر ہیں، آج یا کل ڈسچارج ہو کر آ جائیں گے۔ تمہارا پوچھ رہے تھے۔ تم کیوں نہیں جا رہیں؟" اس نے جان بوجھ کر یہ سوال کیا تھا۔

"بس ایسے ہی۔" وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی تو حسان نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے آیا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم فیض کی وجہ سے نہیں جا رہیں، تمہارے پاس جو وجہ ہے، تم اس رویے کے لیے حق بجانب ہو لیکن بعض دفعہ حقیقت تلخ ہوتی ہے اور انسان کو کمپرومائز کرنا پڑتا ہے حالات سے۔ فیض اس گھر کا حصہ ہے، میں یہ نہیں کہتا فیض نے جو کیا

ٹھیک کیا۔ وہ غلط تھا اور وہ اس کی سزا بھگت چکا ہے۔ اتنے سال اپنوں سے دور رہنا کسی سزا سے کم نہیں ہوتا۔ فیض کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے، اسی لیے تو واپس آیا ہے۔ میں تم سے ایک بات شیئر کرنے لگا ہوں جو امی اور عائشہ سے بھی نہیں کی۔ تمہیں پتا ہے نا، ہماری فیکٹری کتنے نقصان میں جا رہی تھی۔ برا وقت ہو تو اپنے بھی ساتھ نہیں دیتے۔ ایسا میرے ساتھ بھی ہوا، جہاں جاتا، جس سے مدد مانگتا سب انکار کر دیتے۔ میں فیض کے دوست سے بھی ملا، اس سے مدد کی بات کی، اس نے انکار نہیں کیا۔ اسی نے شاید میری حالت کے بارے میں فیض کو بتایا ہوگا کیونکہ تب ہی ڈھائی سال بعد فیض نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ تم یقین کرو، اس کی آواز سن کر مجھ سے بولا نہیں گیا اور جب اس نے بتایا کہ اس نے پچاس لاکھ کی رقم میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کی ہے، میں رو پڑا تھا۔ وہ میرا بھائی تھا۔ میری تکلیف سمجھ گیا تھا۔ یہ بات ابو کو نہیں پتا اور نہ میں بتانا چاہتا ہوں کیونکہ وہ ابھی بھی فیض سے ناراض ہیں۔ صرف امی کی وجہ سے خاموش ہیں کیونکہ وہ بہت خوش ہیں۔ اگر تم اس طرح علیحدہ علیحدہ رہو گی تو ابو کبھی فیض کے ساتھ نارمل نہیں ہوں گے۔ مجھے پتا ہے تمہیں اس کا یہاں آنا اچھا نہیں لگا لیکن ہماری خاطر اسے معاف کر دو۔"

"پلیز حسان بھائی! ایسی باتیں نہ کریں۔ کون کس کا گناہ گار ہے، یہ تو اللہ کو پتا ہے اور یہ گھر فیض بھائی کا ہے۔ میں کون ہوتی ہے یہ کہنے والی کہ مجھے اچھا لگا یا برا۔ میں اسی وجہ سے سب کو فیس نہیں کر پا رہی کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا تھا۔"

"تمہاری غلطی نہیں تھی جیا! فیض سے ہمیں یہ امید نہیں تھی۔"

جیا بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کس منہ سے کہتی۔ وہ اس کا سامنا نہیں کر سکتی تھی، وہ اگر سب کے سامنے اس کی اصلیت کھول دے تو یہ سوچ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

"چلو شاباش! اب دل صاف کر لو اور ابو آئیں

تو نارمل بی ہیو کرنا۔" وہ اس کا سر تھپتھپا کر باہر نکل گیا۔

☆☆☆

ابو کے گھر آتے ہی اس کی ذمہ داری اور بڑھ گئی تھی کیونکہ عیادت کرنے والوں کا ایک طویل سلسلہ تھا جو صبح و شام آ رہے تھے۔ عائشہ باپ کی طرف سے مطمئن تھی۔ اس لیے اس کی ساری توجہ فون کی طرف تھی۔ فیض آ گیا تھا تو ذکیہ کی ساری توجہ عائشہ سے ہٹ کر فیض کی طرف تھی۔ پچھلے دن تو وہ کچھ کھچی رہی لیکن اب وہ نارمل ہو رہی تھی کیونکہ فیض اس کے ہونے پر ایسے ری ایکٹ کرتا تھا جیسے وہ وہاں ہے ہی نہیں اور وہ اس لاتعلقی پر بہت مطمئن تھی۔

اس دوران وہ چاہنے کے باوجود کامران سے رابطہ نہیں کر سکی اور نہ اس کے میسج کا جواب دے سکی۔ وہ اب اس سے ناراض تھا۔ اس لیے کہ اسے عمیرہ سے ابو کی بیماری کی اطلاع ملی تھی۔ وہ لوگ عیادت کے لیے آ رہے تھے تو انتظام بھی اسے ہی کرنا تھا۔ وہ شازیہ کے ساتھ کچن میں تھی۔ جب فیض اندر آیا تو عائشہ چائے پی رہی تھی۔

"واہ بھئی! اکیلے اکیلے چائے پی جا رہی ہے۔"

"یہ کون سی بڑی بات ہے، آپ کو بھی پلوا دیتے ہیں۔ شازیہ باجی! بھائی کے لیے چائے لانا۔ ساتھ میں کباب بھی۔"

فیض نے مسکرا کر ریموٹ اٹھا لیا۔

"کوئی خاص مہمان آئے ہیں؟" اس کے سوال پر عائشہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"آپ کو ایسا کیوں لگا؟"

"کیونکہ امی ابو، ایک ساتھ اندر موجود ہیں، وہ بھی مسکراتے ہوئے۔ دوسرے کچن سے بڑی اچھی اچھی خوشبوئیں اٹھ رہی ہیں۔"

"جیا کے سسرال والے ہیں، اب خاص ہیں یا عام، اس کا اندازہ آپ خود لگا لیں۔"

اب کی بار اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ شازیہ نے ٹرے اس کے آگے رکھی تو اس نے چائے کا کپ اٹھا لیا۔ کباب کا ٹکڑا منہ میں رکھ کر اس نے بے ساختہ

تعریف کی تھی۔

''واہ کباب تو بڑے مزے کے ہیں۔ شازیہ کے ہاتھ میں تو جادو آ گیا ہے۔''

اپنی تعریف پر شازیہ کی ہنسی باہر آ گئی تھی۔

''جادو تو ہے میرے ہاتھ میں۔ لیکن کباب اور چائے جیا باجی نے بنائے ہیں۔''

وہ جو بڑے مزے سے کباب کھا رہا تھا، بے ساختہ اس کے منہ اور ہاتھ کو بریک لگا تھا۔ اس نے کباب کا بچا ہوا ٹکڑا اور چائے کا کپ واپس ٹرے میں رکھ دیا۔

''کیا ہوا بھائی؟'' اس کے بدلتے موڈ پر شازیہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

''کچھ نہیں، منہ کا ذائقہ خراب ہو گیا ہے۔ اٹھالو اسے۔'' وہ ٹرے پیچھے دھکیل کر کھڑا ہو گیا۔

شازیہ نے حیرانی سے اسے دیکھ کر ٹرے اٹھالی جبکہ نفرت کے اس اظہار پر جیا کے چہرے کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔

کامران کے گھر والوں کی خاطر مدارت کرنے ...یں اس نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ وہ خود کو جتنا ...وش ظاہر کر سکتی تھی، کر رہی تھی۔ وہ فیض کو بتانا چاہتی ...ی کہ اب اس کے ایسے رشتے ہیں جن میں وہ معتبر ...ہے لیکن وہ بالکل اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ شاید ...سان کی وجہ سے یہاں بیٹھا ہوا تھا۔

تب ہی شازیہ کی ہمراہی میں عبید انکل جو اکرام ...کے دوست ہونے کے ساتھ ان کے خاندانی وکیل ...ھے، اندر آئے تھے۔

''ارے عبید انکل! آپ۔'' سب سے پہلے ان ...سان کی نظر پڑی تھی جبکہ گھر والوں کے ساتھ اجنبی ...تیں دیکھ کر وہ ایک پل کے لیے رک گئے تھے۔

''معذرت چاہتا ہوں، لگتا ہے غلط وقت پر ...یا۔''

''ارے کوئی بات نہیں عبید! گھر والی بات ...اپنے ہی رشتے دار ہیں۔ آؤ۔ ذکیہ! عبید چائے ...بید کے لیے۔''

''انکل! آپ اچانک، خیریت تھی؟'' ... حسان کی طرف سے آیا تھا۔

''ہاں بیٹا۔ گڈ نیوز تھی۔ صبح تک انتظار نہیں ... تو ابھی آ گیا۔'' انہوں نے اپنے لیدر بیگ سے ... نکالتے ہوئے کہا۔

''اس گھر کو گروی رکھ کر تم ... رقم لی تھی ... پے ہو گئی ہے۔ اس لیے گھر دوبارہ ... کر کے سیدھا ادھر آ رہا ہوں، مبارک ہو۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کو ... تھی۔ وہ اتنا حیران ہوا کہ بے اختیار باپ کا چہرہ دیکھ... لیکن وہ بھی اس کی طرح حیران تھے۔

''لیکن انکل کیسے؟''

''بیٹا! فیض نے پے کیے ہیں۔ بتایا نہیں اس نے؟'' حسان کے ساتھ اکرام علی نے بھی حیرت سے اسے دیکھا جو بے نیازی سے چاٹ کھانے میں مصروف تھا۔

ضروری سائن کروا کر عبید صاحب چلے گئے تھے۔ حسان اور فیض انہیں گیٹ تک چھوڑنے گئے تھے۔

''یہ آپ کا بیٹا باہر ہوتا ہے۔'' نفرت کے لہجے میں فیض کے بارے میں جاننے کے لیے تجسس تھا جبکہ ذکیہ فخر سے فیض کی تعریفوں میں رطب اللسان ہو گئی تھیں۔

☆☆☆

فون بند کرنے کے بعد وہ کتنی دیر تک ... نظروں سے سامنے کیاریوں میں لگے پودوں کو دیکھتا رہا۔ آہٹ پر اس نے مڑ کر دیکھا حسان کو آتا دیکھ کر وہ مسکرا دیا تھا۔

''اکیلے کیوں بیٹھے ہو۔''

''کچھ نہیں، اپنے فرینڈ سے بات کر رہا تھا۔''

''ہوں۔'' حسان کہہ کر خاموش ہو گیا۔ ''فیض تم نے اتنے پیسوں کا بندوبست کیسے کیا۔''

''جادو سے۔'' وہ مسکرا کر بولا۔

''میں مذاق نہیں کر رہا۔'' حسان واقعی پریشان...

تھا۔ ”تم کیوں پریشان ہو رہے ہیں، ڈاکا نہیں مارا، دوست سے لیے ہیں، جا کر لوٹا دوں گا۔“

حسان خاموش ہو گیا تھا۔

”کیا سوچ رہے ہو؟“ فیض نے اس کا جھکا سر دیکھ کر پوچھا۔

”تم نہیں جانتے فیض! پچھلے دو سالوں سے کتنا پریشان تھا۔ اکیلا ان پریشانیوں سے لڑتے لڑتے تھک گیا تھا۔ تم آئے ہو تو ایسا لگتا ہے میرے اردگرد کوئی پروٹیکشن شیلڈ بن گئی ہو۔ میں محفوظ ہو گیا ہوں۔“

فیض قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔

”اچھا لگا یہ سن کر۔“ وہ مزہ لیتے ہوئے بولا۔

”چلو کسی کو تو میری قدر ہوئی ورنہ بہت بے آبرو کر کے گھر سے نکالا گیا تھا۔“

”وہ غلطی تمہاری تھی فیض! تم جیا سے نفرت کرتے تھے۔ یہ نفرت ظاہر کرنے کا طریقہ غلط تھا۔“

فیض نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا لیکن پھر مسکرا کر سر جھٹک دیا۔

”وہ کیا ہے نا حسان کہ ہمیشہ لڑکیاں ہی مظلوم نہیں ہوتیں اور میں اتنا نیک تو ہوں نہیں جس کی گواہی فرشتے آ کر دیں۔ خیر چھوڑو، تم بتاؤ۔ تمہاری نئو بیگم کیسی ہیں؟ امی ابو کو بتایا اس کے بارے میں۔“

”کہاں یار!“ حسان نے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔ ”غم روزگار نے کہیں کا نہ چھوڑا۔ وہ تو روز مجھے دھمکی دیتی ہے، چھوڑ دوں گی پر گھر کے حالات اجازت نہیں دے رہے تھے کہ امی ابو سے بات کرتا۔ اوپر سے امی تمہاری وجہ سے اتنی پریشان تھیں، انہوں نے ابو سے بات کرنا چھوڑ دی تھی۔ ایسے میں، میں شادی کی بات کرتا تو سر پھاڑ دیتا تھا امی نے میرا۔“ فیض ایک بار پھر ہنس پڑا تھا۔

”چلو بے فکر ہو جاؤ، میں آ گیا ہوں، یہ مسئلہ بھی حل کر کے جاؤں گا۔“

”کہاں جاؤ گے؟“ حسان چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ ”میں اب تمہیں کہیں بھی جانے نہیں دوں گا فیض!“ وہ دھمکی والے انداز میں بولا۔

”یار! وہاں میری بہت اچھی جاب ہے، اسے نہیں چھوڑ سکتا۔“

”کوئی جاب ہم سے بڑی نہیں ہو سکتی فیض! ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔ امی منہ سے کہتی نہیں لیکن وہ بیمار بھی تمہاری جدائی میں ہوئے ہیں اور اب جو سکون میں ان کے چہرے پر دیکھ سکتا ہوں، تم نہیں دیکھ سکتے۔“

”چھوڑو اس بات کو، اس بارے میں بعد میں بات کرتے ہیں۔ چلو باہر چلتے ہیں، موڈ ہو رہا ہے کچھ باہر سے کھانے کا۔“ وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

”باقی سب کو بھی بلا لوں؟“

”ان کے لیے پیک کروا لیں گے۔“

☆☆☆

وہ حسان اور ذکیہ کے ساتھ ابھی بازار سے ہو کر آیا تھا اور کافی تھک گیا تھا۔

”توبہ ہے امی! آپ نے تو تھکا دیا۔ خالہ کیا پہلی بار آ رہی ہیں جو آپ نے ان کے استقبال کے لیے آدھا بازار خرید لیا ہے۔“ فیض کی بات سن کر وہ مسکرا دی تھیں۔

”ہاں پہلی بار نہیں آ رہیں لیکن خاص مقصد کے لیے آ رہی ہیں۔ عائشہ اور مدثر کے نکاح کے لیے۔“

جیا شربت بنا کر لائی تھی۔ ذکیہ اور حسان کو دینے کے بعد وہ فیض کی طرف آئی تھی جس نے اس کی طرف دیکھے بغیر سرکنی میں ہلا دیا تھا۔ وہ مڑ کے لے کر واپس مڑ گئی تھی۔

”ویسے امی! اصولاً تو شادی حسان کی ہونی چاہیے تھی، وہ بڑا ہے۔“ فیض نے حسان کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

”ہاں تو میں خود ایسا چاہتی ہوں لیکن یہی نہیں مان رہا تھا۔“

”اس کو چھوڑیں امی! یہ تو ہے ہی بہت شرمیلا۔“

اس کے لیے میں خود لڑکی پسند کروں گا اور آپ لوگوں کو ماننا پڑے گا۔"

"جس نے شادی کرنی ہے، اس سے تو پوچھ لو۔"

"اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا، کیوں حسان!" فیض کے پوچھنے پر حسان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

"بس جو بھی ہو، امی کو پسند ہونی چاہیے۔"

"اگر میں پسند کروں گا تو امی انکار نہیں کرسکیں۔ کیوں امی؟"

"بالکل، جیسے میرا بچہ کہے گا ویسا ہوگا۔" ذکیہ نے پیار بھری نظروں سے فیض کو دیکھا اور فیض نے مسکراتی نظروں سے حسان کو، جس نے ابرو اچکا کر اسے داد دی تھی۔

"میرا خیال ہے اکرام پہلے جیا کی شادی کریں گے اور جتنے لالچی وہ لوگ ہیں، اگر ان کے ہاتھوں کچھ بچ گیا تو تم لوگوں کی بھی باری آجائے گی۔"

"ویسے امی! آپ نے غور کیا، وہ کچھ زیادہ ہی لالچی ہیں۔"

"غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ منہ کھولتے ہیں تو اصلیت سامنے آجاتی ہے۔"

"تو آپ ابو کو منع کیوں نہیں کرتیں۔" حسان کے کہنے پر شاپر میں کپڑے رکھتی ذکیہ نے رک کر اسے دیکھا۔

"تمہیں میں کیا پاگل لگتی ہوں جو میں تمہارے ابو سے ایسی بات کروں، پھر میرے پر ایک فتویٰ لگ جائے گا کہ میں اس سے حسد کرتی ہوں۔ انہیں خود بھی نظر آرہا ہے لیکن وہ جیا کی وجہ سے چپ ہیں کیونکہ یہ رشتہ اس کی مرضی سے ہوا ہے اور میں نہیں چاہتی، اس کا رشتہ میری وجہ سے خراب ہو۔"

"واہ امی! جیا کو لے کر آپ کی سوچ کافی بدل گئی ہے۔" حسان نے شرارت سے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا تو وہ مسکرا دیں۔

"میں نے اللہ سے وعدہ کیا تھا، میرا فیض واپس آگیا تو میں اپنا دل صاف کرلوں گی اور جیا! اس نے تو کبھی مجھے کوئی شکایت نہیں دی اور اکرام صاحب کی بیماری میں اس نے ان کی اور میری بہت خدمت کی ہے اور وہ جو اس کے ساتھ کیا ہے، اس نے کبھی جتایا نہیں، اس کی اعلیٰ ظرفی ہے۔ خیر۔"

اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوگئی تھیں، تب ہی جیا ٹرے لے کر اندر داخل ہوئی تھی۔ اس نے سب سنا تھی اور نظریں بے اختیار اس کی طرف اٹھی تھیں۔ فیض نے بھی اسی وقت اس کی طرف دیکھا تھا۔ کیا تھا اس کی آنکھوں میں، جیا کا بوجھ بڑھ گیا تھا۔ وہ روز طعنے سنتا تھا تو کیوں نہیں شکایت کرتا، کیوں اس کے کردار پر کیچڑ نہیں اچھالتا جیسے اس نے اچھالا تھا، وہ چلا گیا تھا تو وہ ضمیر کی ملامت کا شکار تھی۔ وہ آگیا تھا تو وہ اپنی نظروں سے گر گئی تھی۔ وہیں سے واپس مڑ گئی تھی۔

☆☆☆

وہ کافی غصے میں عائشہ کے کمرے کی طرف بڑھی تھی لیکن اندر سے آتی جیا کی آواز پر وہ بے ساختہ رکی تھی۔

"تم کل اتنی لیٹ آئی تھیں۔"

"ہاں۔" دوسری آواز عائشہ کی تھی۔

"کہاں گئی تھیں؟"

"اپنی دوست نازیہ کی طرف۔ امی کو بتایا تو تھا۔"

"وہ تم نے آنٹی کو بتایا تھا لیکن تم نازیہ کے گھر نہیں کہیں اور گئی تھیں۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا؟" عائشہ نے غصے سے اسے دیکھا۔

"تم کل جس لڑکے کے ساتھ گئی تھیں، میں جانتی ہوں۔"

"تم میری جاسوسی کررہی تھیں؟" عائشہ ایک پل کے لیے گھبرائی تھی لیکن دوسرے پل وہ غصے سے اس کی طرف بڑھی تھی۔

"جاسوسی نہیں کررہی، صرف تمہیں بتا رہی

وہ لڑکا اچھا نہیں۔ میں اسے یونیورسٹی میں کئی دفعہ دیکھ چکی ہوں۔ کئی لڑکیوں سے اس کی دوستی ہے اور وہ بالکل قابل اعتبار نہیں۔"

"میں نے تم سے مشورہ نہیں مانگا۔" وہ بدلحاظی سے بولی۔

"عائشہ پلیز، سمجھنے کی کوشش کرو۔ کچھ دنوں تک تمہارا نکاح ہونے والا ہے۔ آنٹی اور مدثر بھائی تمہیں کتنا پسند کرتے ہیں اور مدثر بھائی کتنے اچھے ہیں۔"

"اچھا۔" وہ استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔

"تمہیں بڑا اچھا لگتا ہے مدثر، تم کرلو اس سے شادی۔ مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔ میں فیصلہ کر چکی ہوں۔ میں نومی سے ہی شادی کروں گی، اگر کسی نے مجھ سے زبردستی کی، میں گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔"

ذکیہ نے بے ساختہ مٹھی بھینچ کر خود کو اندر جانے سے روکا تھا۔

"کچھ تو اللہ کا خوف کرو عائشہ! ابو کی حالت دیکھو، آنٹی کا سوچو۔"

"مجھے کسی کی پروا نہیں اور پلیز، تم اپنا منہ بند رکھو۔"

"ٹھیک ہے، میں پھر آنٹی کو بتا دیتی ہوں۔"

"تمہاری بات کا یقین کون کرے گا؟" وہ استہزائیہ انداز میں دیکھتے ہوئے بولی۔ تب ہی ذکیہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھیں۔

"عائشہ بیٹا! خالہ کب سے نیچے تمہارا انتظار کر رہی ہیں، آؤ۔"

عائشہ نے ایک تمسخرانہ نظر جیا پر ڈالی اور باہر نکل آئی جبکہ ذکیہ باہر نکلنے کے بجائے جیا کے سامنے کھڑی ہوئی تھیں۔ جیا نے گھبرا کر انہیں دیکھا۔

"وہ لڑکا تمہاری یونیورسٹی میں پڑھتا ہے؟"

"نہیں آنٹی! لیکن میں نے اکثر اسے وہاں دیکھا ہے۔ عمیرہ نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا کہ اس کی دوست کی بہن کے ساتھ بھی اس کی دوستی تھی۔" اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں اس لڑکے کی اصلیت بتائی تھی۔

ذکیہ نے بے ساختہ اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔

"تمہیں پتا تھا جیا! تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" وہ بے ساختہ اسے بازوؤں سے تھام کر بولیں۔

"میں نے کتنی دفعہ کوشش کی لیکن اگر میں آپ کو بتاتی تو کیا آپ میرا یقین کرتیں۔" اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ذکیہ کے ہاتھ بے جان ہو کر ان کے پہلو میں گر گئے تھے۔

"کیا کروں اب میں؟" انہوں نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اپنا سر تھام لیا تھا۔ جیا ہونٹ کاٹتی ان کو دیکھتی رہی پھر وہ چہرے پر ہاتھ پھیر کر کھڑی ہو گئیں۔

"جیا! تم اس پر نظر رکھو، اب اگر یہ اس لڑکے سے ملتی ہے تو مجھے بتاؤ۔ میں اس کا وہ حشر کروں گی، یاد کرے گی لیکن اپنے ابو، حسان اور فیض سے ذکر تک مت کرنا۔"

"جی آنٹی!" وہ سر ہلا کر بولی تو وہ گہرا سانس لے کر باہر نکل گئیں۔

☆☆☆

گرمی کا آغاز تھا۔ اس لیے ہوا میں ابھی تھوڑی نمی تھی۔ وہ اپنے نوٹس اور چائے کا کپ لے کر باہر لان میں آ گئی۔

چائے پیتے ہوئے وہ عائشہ کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جب کسی کو قریب محسوس کر کے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا، ریحانہ خالہ کھڑی تھیں۔ وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

"ارے کھڑی کیوں ہو گئی ہو، بیٹھو۔" وہ اسے بیٹھنے کا کہہ کر خود بھی اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"خالہ! کچھ چاہیے تھا آپ کو۔"

"نہیں بیٹا! نیند نہیں آ رہی تھی۔ سوچا ذکیہ سے گپ شپ کرلوں، پر وہ تو شاید سو گئی ہے۔ باہر تم نظر آئیں تو سوچا تم سے گپ شپ کرلوں، کیا کر رہی تھیں تم؟"

"وہ بس مجھے نیند نہیں آ رہی تھی، سوچا پڑھ

بولا۔"
"اچھا کیا' ویسے بھی تمہیں شروع سے ہی پڑھنے کا بہت شوق ہے۔"
"جی۔" وہ مسکرا کر بولی۔
"سنا ہے' نکاح ہے تمہارا' مبارک ہو۔"
"تھینک یو آنٹی۔"
"کیسے لوگ ہیں؟"
"اچھے ہیں۔"
"اچھا۔" وہ جیسے حیران ہوئیں۔ "ذکیہ تو بتا رہی تھی' کافی لالچی لوگ ہیں۔" پتا نہیں وہ پوچھ رہی تھیں یا بتا رہی تھیں لیکن اس کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔
"خیر چھوڑو مجھے تو تم پسند تھیں۔ میں نے ذکیہ سے کہا بھی تھا کہ حسان کے لیے سوچے لیکن اس نے منع کر دیا پھر پتا چلا فیض تمہاری وجہ سے گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔"
"جی۔" جیا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا جبکہ باہر آتی ذکیہ اور اس کے پیچھے آتا فیض بے ساختہ رکے تھے۔
"یہ آپ سے کس نے کہا؟" جیا کو اپنی ہی آواز اجنبی لگی۔
"ارے بھئی۔ خاندان سے اڑتی اڑتی خبر دبئی بھی پہنچی تھی کہ فیض تم سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ اکرام نے منع کر دیا تو وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ اب تمہاری بات طے ہو گئی ہے تو ذکیہ نے اسے واپس بلا لیا ہے اور مجھے پتا ہے۔ ذکیہ نے ایسا کیا ہوگا کیونکہ وہ تمہیں پسند نہیں کرتی۔"
"واہ امی! کیا بی بی سی نیلی پالی ہے آپ نے۔" فیض نے ماں کے کان میں سرگوشی کی تھی۔
"نہیں آنٹی! ایسی کوئی بات نہیں۔ فیض بھائی نے باہر یونیورسٹی میں اپلائی کیا تھا' ان کا ایڈمیشن ہو گیا تھا اس لیے وہ چلے گئے۔"
"ہوں۔" اس کی دی ہوئی انفارمیشن پر وہ بدمزہ ہوئی تھیں۔

"اچھا ایک بات پوچھوں کیا؟" ... کے انداز پر جیا کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔
"جی۔" بڑا مرا مرا سا تھا اس کا لہجہ ... تھا۔
"یہ عائشہ کو کیا ہوا ہے؟ بڑا ... سیدھے منہ بات ہی نہیں کر رہی۔ ... مجال ہے وہ منٹ بھی میرے پاس ٹکی ہو ... بات کروں تو وہ اٹھ کر چل جاتی ہے۔"
"نہیں ایسی کوئی بات نہیں آنٹی اور ... دنوں ابو کی طبیعت اتنی خراب رہی ہے ... سے عائشہ اپ سیٹ ہے ورنہ آپ کے آنے کا ... تو وہ بہت خوش تھی۔"
"اچھا لگتا تو نہیں۔" وہ منہ ہی منہ ... بڑبڑائیں۔
ذکیہ نے افسوس سے سر ہلایا' وہی ہوا جس کا ... تھا۔ تب ہی ذکیہ جالی والا دروازہ دھکیل کر سیدھی ... میں آئی تھیں اور ان کے پیچھے فیض تھا۔
"آپا! آپ یہاں ہیں! میں آپ کو اندر ڈھونڈ رہی تھی۔" وہ خوش مزاجی سے بولتی ہوئی ان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئیں۔
"مجھے لگا تم سو گئی ہو' اسی لیے باہر جیا کے پاس آ گئی۔" جیا نے جلدی سے اپنے نوٹس اور چائے کا کپ اٹھایا۔
"شب بخیر۔" وہ کسی کی طرف دیکھے بغیر جلدی سے شب بخیر کہہ کر اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆

دستک کے بعد دروازہ کھلا تو مسحور کن خوشبو کا ایک جھونکا اندر آیا اور دروازہ و نیاز میں مصروف ماں بیٹے نے چونک کر سامنے دیکھا تھا۔
ذکیہ کے ساتھ فیض کو بیٹھا دیکھ کر جیا وہیں رک گئی تھی۔
"آنٹی امیرہ نے کچھ شاپنگ کرنی تھی' وہ مجھے لینے آئی ہے۔ میں چلی جاؤں۔"
"ہاں ٹھیک ہے' جاؤ۔" وہ مڑنے لگی تھی جب

دیکھ کی آواز پر رک کر انہیں دیکھنے لگی۔
"کامران سے تمہاری بات ہوئی؟" وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی پھر سر نفی میں ہلا دیا۔
"تمہیں پتا ہے کہ کامران کی امی کا فون آیا تھا۔ اپنی بیٹی کے لیے وہ فیض کا رشتہ مانگ رہی ہیں۔ اچانک ان کو یاد آیا ہے کہ ان کی فیملی میں وٹہ سٹہ کا رواج ہے۔"

اور جس طرح کے تاثرات جیا کے چہرے پر آئے تھے اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا اس کے فرشتوں کو بھی اس بات کا علم نہیں۔
"مجھے لگتا ہے تمہیں نہیں پتا اس بات کا اور کرام کو بھی اس بات کا علم نہیں اور نہ میں چاہتی ہوں ان کو پتا چلے اور فیض کے لیے کوئی مزید مسئلہ بنے۔ جہاں تک تمہارے رشتے کی بات ہے' یہ خالصتاً تمہاری اور تمہارے ابو کی خواہش تھی ورنہ ایسے لالچی لوگوں کو میں ایک منٹ کے لیے بھی برداشت نہ کروں۔" جیا نے شرمندگی سے سر جھکا لیا جیسے ان کا لالچی ہونا اس کا جرم ہو۔
"یہ رشتہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ بہتر ہے تم کامران کو اپنے طریقے سے سمجھاؤ' یہی تمہارے رشتے کے لیے بہتر ہوگا۔"

"جی۔" وہ جھکے سر کے ساتھ اتنا کہہ کر باہر نکل آئی تھی۔ اندر جو وہ بڑے ضبط سے کھڑی تھی' باہر نکلتے ہی آنسو لڑی کی صورت میں آنکھوں سے نکل کر گالوں پر پھیل گئے تھے۔ گیٹ کے پاس کھڑے ہو کر اس نے دوپٹے سے اچھی طرح چہرے کو صاف کیا اور باہر نکل آئی۔
"تمہیں کیا ہوا ہے' طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔" عمیرہ نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔
"ہاں ٹھیک ہوں' بس تھوڑا سا تھکی ہے۔" کہنے کے ساتھ اس نے چہرہ شیشے کی طرف موڑ لیا۔ عمیرہ کو اندازہ ہو گیا تھا وہ پریشان ہے لیکن اس نے اس وقت کچھ نہیں پوچھا۔

☆☆☆

"وہ تم ــــــ" ریکارڈ کرنے کے بعد وہ پوچھ بوتیک میں گھسی تھی۔ وہ ایک ریک میں لگے کپڑے الٹ پلٹ کر رہی تھی کہ اب اپنا پیچھے کامران کی آواز سن کر وہ چونک کر پلٹی تھی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر اس نے عمیرہ کو دیکھا جو اشارے سے بتا رہی تھی کہ اس نے نہیں بلایا۔
"لگتا ہے' مجھے دیکھ کر تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔" کامران کے سنجیدہ انداز پر اس نے جلدی سے چہرے کے تاثرات بدلے تھے اور مسکرا کر اسے دیکھا۔
"نہیں' ایسی کوئی بات نہیں۔ بس آپ کو اچانک دیکھ کر حیرت ہوئی ہے۔"
"حیرت تو ہوگی کیونکہ تم تو مجھے اوائیڈ کر رہی ہو' نہ فون اٹھاتی ہو' نہ ملتی ہو۔"
"میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ شادی سے پہلے میرے نزدیک یہ ٹھیک نہیں۔"
"اوہ۔" وہ ابرو اچکا کر اسے دیکھنے لگا۔ "یہ اب تم ڈیسائیڈ کرو گی کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا نہیں۔" جیا نے نظریں اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا۔
"کیوں' مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنے لیے ڈیسائیڈ کروں کہ مجھے کیا ٹھیک لگتا ہے اور کیا نہیں۔"
"تم میری بیوی ہو' کیا مجھے حق نہیں کہ میں تم سے آزادی سے مل سکوں۔"
"ہمارا نکاح ہوا ہے کامران' رخصتی نہیں ہوئی۔ ہر گھر کی کچھ رسمیں ہوتی ہیں اور مجھے نہیں لگتا میرے گھر والوں کو میرا آپ سے یوں ملنا جلنا پسند آئے گا۔"
"مجھے پتا ہوتا' تم اور تمہارے سو کالڈ گھر والے جن میں سے کوئی تمہارا سگا رشتے دار بھی نہیں' اتنی بیک ورڈ سوچ کے مالک ہیں۔ میں کبھی تم سے نکاح کی غلطی نہ کرتا۔"
جیا نے افسوس سے اس اکڑتے ہوئے انسان کو دیکھا۔ کہنا تو وہ بھی چاہتی تھی کہ اسے پتا ہوتا کہ لالچی اور پست ذہنیت کے لوگ ہیں تو وہ بھی تم سے یہ نکاح نہ کرتی۔ لیکن وہ ہونٹوں کو سختی سے دبا کر کھڑی رہی۔

"مجھے لگتا ہے، میں ہی پاگل تھا جس نے سارے گھر والوں کی مخالفت مول لے کر تم سے نکاح کیا اور تمہیں میرے جذبات کی کوئی پروا ہی نہیں۔"

"میں نے ایسا کیا کیا ہے، جس سے آپ کو لگتا ہے، مجھے آپ کی پروا نہیں۔" وہ ناراضی سے بولی۔

"جیا! اب لوگ ادھر ہی دیکھ رہے ہیں۔ باہر چل کر بات کرتے ہیں۔" کب سے خاموشی سے دیکھتی عمیرہ آہستگی سے اس کے پاس آ کر بولی۔

کامران نے نظر گھما کر پیچھے دیکھا۔ واقعی وہاں کھڑے لوگ انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ وہ کچھ کہے بغیر باہر نکل گیا تھا جبکہ کب سے ضبط کرتی جیا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

"پلیز جیا! رونا نہیں۔ آرام سے جا کر بات کرو۔"

"کیا بات کروں عمیرہ! آج تم نے بھی سب دیکھ لیا۔ جب سے نکاح ہوا ہے، کامران کا رویہ میرے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے میں ان کی کوئی زرخرید غلام ہوں۔ یہ مت کرو، وہ مت کرو۔۔۔۔ میں نے تو بات کرنا چھوڑ دی ہے کہ میرے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے کہ اس سے کوئی خرابی ہو۔ اب ان لوگوں نے نیا شوشہ چھوڑ دیا ہے۔ فیض بھائی کا رشتہ مانگ رہے ہیں۔ تم بتاؤ میں کیا کر سکتی ہوں۔ عزت کے لیے یہ رشتہ کیا تھا، پر اس تعلق کے بعد تو میری حیثیت دو کوڑی کی ہو کر رہ گئی ہے۔"

"چلو شاباش! حوصلہ کرو۔ جاؤ اور پیار سے بات کرو۔" عمیرہ اسے پیار سے سمجھا کر باہر لے آئی۔

وہ آئس کریم پارلر کے باہر کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کی روئی ہوئی آنکھیں اس نے دیکھ لی تھیں۔ اس لیے کچھ دیر تک وہ بول نہیں سکا۔

"آئی ایم سوری جیا! میں زیادہ بول گیا۔ لیکن کیا کروں، تمہارا رویہ بھی تو عجیب ہے۔ لوگوں کی منگنی ہوتی ہے وہ اتنے فرینک ہوتے ہیں اور تم نکاح کے بعد اتنی ریزرو ہو جیسے میں کوئی غیر ہوں۔" جیا نے کوئی جواب نہیں دیا، بس خاموشی سے سامنے کے منظر کو دیکھتی رہی۔

"بہرحال۔۔۔۔" اس نے گہرا سانس لے کر بات دوبارہ شروع کی۔

"امی نے تمہاری آنٹی سے بات کی تھی ہمارے رشتے کے لیے۔ آج اتنے دن ہو گئے انہوں نے جواب نہیں دیا۔ تمہیں پتا ہے، انکار کی صورت میں ہمارے رشتے پر اثر پڑ سکتا ہے۔"

"اس بات کا ہم سے کیا تعلق ہے؟" جیا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"بس امی نے اس بات کو مسئلہ بنایا ہوا ہے ویسے کیا کمی ہے نامیہ میں۔ پڑھی لکھی ہے، خوب صورت ہے۔"

"بات یہ نہیں ہے کامران! یہ شادی کا جوڑ ہوتا ہے، یہ دل کی خوشی سے ہوتا ہے زبردستی نہیں۔ انسان کی اپنی مرضی ہوتی ہے۔ فیض بھائی کی بھی پسند ہے اور آنٹی کو وہ رشتہ بالکل پسند نہیں۔"

"نہیں پسند تو اب پسند کرنا پڑے گا۔ نامیہ امی کو تمہارا کزن بہت پسند آیا ہے اور اچھا ہے اس صورت میں امی جہیز کا مطالبہ بھی نہیں کریں گی۔" اسے لالچ دے رہا تھا۔ "تم سمجھاؤ اپنے کزن کو۔"

جیا نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"کامران! پہلی بات تو یہ کہ میں زبردستی کی قائل نہیں۔ دوسرا میں فیض بھائی سے بالکل بھی فری نہیں کہ میں ان سے جا کر فرمائش کروں کہ آپ میرے لیے نامیہ سے شادی کر لیں۔ وہ کزن ہیں میرے، سگے بھائی نہیں۔"

"حد ہوتی ہے جیا!" کامران نے جھنجلا کر تیز آواز میں بولتے ہوئے دونوں ہاتھ میز پر مارے۔ جیا ایک دم ڈر کر پیچھے ہوئی۔

"تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آ رہا۔ اس کا اثر ہمارے نکاح پر پڑے گا۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اب سب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تمہارے گھر والے رشتہ لے آئیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہمارا رشتہ بھی نہیں

پڑے گی۔"

جیا کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا جو اس نے سنا وہ ٹھیک سنا ہے۔

"کامران! آپ کیسی باتیں کررہے ہیں۔ اتنا کمزور ہے ہمارا رشتہ۔ ابھی آپ نے کہا تھا، میں آپ کی بیوی ہوں۔ ابھی آپ مجھے طلاق دینے کی بات کررہے ہیں۔ نامعہ کو کیا رشتوں کی کمی ہے۔ ہم شادی کے بعد خود اس کے لیے بہت اچھا رشتہ ڈھونڈیں گے۔"

"جیا! تم سے نکاح کرکے پہلے ہی میں اپنے گھر والوں کو بہت دل ہارٹ کرچکا ہوں۔ اب دوسری بار انہوں نے مجھ سے کوئی فرمائش کی ہے' میں انہیں دوبارہ ناراض نہیں کرسکتا۔ تم اپنے کزن کو راضی کرلو، سب خوش ہوجائیں گے اور مجھے امید ہے تم ایسا ضرور کرلو گی۔" وہ جتاتے ہوئے انداز میں کہتا کمرا [illegible] گیا۔

وہ چلا گیا تھا اور وہ ابھی تک نہیں۔ وہ ابھی تک اپنی جگہ پر بالکل ساکت بیٹھی تھی اور دوسری ٹیبل پر موجود ساری باتیں سنتی عمیرہ نے بے ساختہ گہرا سانس لے کر خاموش بیٹھی جیا کو افسوس سے دیکھا۔

"اصلیت دکھانے کے لیے اس نے کتنی کوشش کی تھی لیکن......" اس نے سر جھٹک کر سوچا۔

"بس کرو جیا! اور کتنا روؤ گی یار۔" عمیرہ نے ٹشو سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"میری زندگی سے پریشانیاں ختم کیوں نہیں ہوتیں عمیرہ! میں اب تھک گئی ہوں۔ نکاح سے پہلے کون کون سے دعوے تھے جو کامران نے نہیں کیے تھے۔ اب اتنی سی بات پر طلاق کی بات کررہے ہیں۔ میں کیسے فیض بھائی کو مجبور کرسکتی ہوں۔ وہ اس معاملے میں اپنے ماں باپ کی نہ سنیں' میں کون ہوں ان کی۔ مجھ سے تو وہ سخت نفرت کرتے ہیں۔" وہ ایک بار پھر دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی تو عمیرہ نے گہرا سانس لیا۔

"میں نے تمہیں سمجھانے کی کتنی کوشش کی تھی۔ میں تمہیں بھی جانتی تھی اور انہیں بھی۔ مجھے پتا تھا وہ تمہیں ایسے ہی تنگ کریں گے۔"

"اب میں کیا کروں عمیرہ! اگر طلاق ہوگئی تو کہاں جاؤں گی۔ عزت کے لیے یہ رشتہ کیا تھا' کہاں ہے عزت؟ کیا محبت اور عزت میرے نصیب میں ہی نہیں۔ پتا نہیں میں نے کیا گناہ کیا ہے' کس کا دل دکھایا ہے۔" کہہ کر وہ پھر رونے لگی۔

گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر عمیرہ کو دیکھا' وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"میں نے گناہ کیا ہے۔ وہ بھی گناہ کبیرہ۔ اسی لیے تو میرے ساتھ ایسا ہورہا ہے۔" وہ جیسے خود فراموشی کی کیفیت میں بولی۔ عمیرہ سمجھ گئی تھی وہ کس بارے میں بات کررہی ہے۔

اس کی حالت دیکھ کر عمیرہ کو اس پر ترس آرہا تھا۔

"ریلیکس ہوجاؤ۔ سب ٹھیک ہوجائے گا۔ طلاق دینا اتنا آسان تھوڑی ہے۔ وہ بھی اتنی چھوٹی بات پر' ہوسکے تو تم کامران بھائی سے دوبارہ بات کرکے انہیں سمجھانا' ٹھیک ہے۔"

اس نے اس کے ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا' جواباً وہ کچھ بول نہیں سکی۔

"تم بیٹھو' میں درزی سے کپڑے لے آؤں پھر تمہیں گھر چھوڑ آتی ہوں۔"

"ہوں۔" وہ سر ہلا کر باہر دیکھنے لگی۔ وہ باہر آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی لیکن دھیان میں نہ جانے کیوں بار بار ایک چہرہ نظر آرہا تھا' جس کے چہرے پر بے یقینی تھی اور افسوس اور پھر نفرت۔ اس نے بے ساختہ آنکھیں بند کرلیں اور کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر چونک کر سامنے دیکھا۔

وہ عائشہ تھی' وہ بے ساختہ آگے ہوکر دیکھنے لگی جو ایک لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر سڑک کراس کررہی تھی۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں بیگ تھا اور کپڑے۔ ہاتھ میں برائیڈل سوٹ تھا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار

میں جا بیٹھے۔ تب ہی عمیرہ دروازہ کھول کر بیٹھی تھی۔

''عمیرہ جلدی سے کار اسٹارٹ کرو۔''

''ہوا کیا ہے؟''

''بتاتی ہوں۔ تم جلدی کرو۔ اس گاڑی کا پیچھا کرو۔''

''یا اللہ خیر۔ ہوا کیا ہے؟'' عمیرہ نے بوکھلا کر کار اسٹارٹ کر دی۔

''وہ عائشہ ہے اسی لڑکے کے ساتھ۔ صبح سے گھر سے غائب ہے یہ کہہ کر گئی تھی، دوست کے ابو کا انتقال ہو گیا ہے لیکن یہ دیکھو۔'' وہ ساتھ ساتھ فون پر ٹرائی بھی کر رہی تھی۔

''اف آنٹی فون کیوں نہیں اٹھا رہیں۔'' وہ بے بسی سے بولی۔

''لیکن ہم کیوں ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔'' عمیرہ نے اسپیڈ بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے لگ رہا ہے' عائشہ کچھ غلط کرنے والی ہے۔ اسے روکنا پڑے گا۔''

''اور تمہارے کہنے سے وہ رک جائے گی۔'' عمیرہ استہزائیہ انداز میں بولی۔

''تم حسان بھائی کو فون کرو۔'' اسے بار بار ری ڈائل کرتے دیکھ کر وہ بولی۔

''آنٹی نے منع کیا تھا حسان اور فیض بھائی کو پتا نہ چلے۔'' گاڑی ایک گلی کے آگے رک گئی تھی۔ تھوڑے فاصلے پر عمیرہ نے بھی گاڑی روک دی۔

''تم کہاں جا رہی ہو؟'' اسے گاڑی کا دروازہ کھولتا دیکھ کر عمیرہ نے سختی سے اس کا بازو تھاما۔

''مجھے اسے روکنا ہے عمیرہ! تم آنٹی کو فون کرتی رہو اور انہیں کہو یہاں آ جائیں۔''

''پاگل مت بنو جیا! تم کوئی جیمز بانڈ نہیں ہو' وہ لڑکا اکیلا نہیں ہوگا۔ ہو سکتا ہے اس کا پورا گینگ ہو۔''

''مجھے اس وقت صرف عائشہ کی فکر ہے۔'' ڈر تو وہ بھی رہی تھی لیکن اس ڈر پر عائشہ کی جان کی فکر حاوی تھی۔ وہ ایک پل کے بغیر گلی کی طرف بھاگی تھی۔

''بے وقوف لڑکی۔'' عمیرہ نے بلند آواز سے خطاب دیا۔

دو دفعہ ڈکیہ کا نمبر ملانے کے بعد اس نے لینڈ لائن کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ دوسری بیل پر مردانہ آواز سنائی دی تھی۔

''ہیلو حسان بھائی!'' وہ تیزی سے بولی۔

''فیض بول رہا ہوں آپ کون؟''

صرف ایک سیکنڈ کے لیے عمیرہ نے سوچا تھا۔

''فیض بھائی! میں عمیرہ جیا کی دوست۔ آپ فوراً یہاں آ جائیں۔ عائشہ اور جیا کی جان کو خطرہ ہے۔'' دوسری طرف سے جیسے اس کی سٹی گم ہوئی تھی۔

''عمیرہ! کہاں سے بات کر رہی ہو' جلدی سے مجھے لوکیشن سینڈ کرو۔'' عمیرہ نے جلدی سے اسے ایڈریس سمجھایا۔

''اوکے' میں دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔'' وہ باہر کی طرف بھاگا' جب اندر آتے حسان سے ٹکرا گیا۔

''کیا ہوا؟'' اس کے چہرے کو دیکھ کر وہ تشویش سے بولا۔

''ابھی چلو میرے ساتھ۔ راستے میں بتاتا ہوں۔'' حسان بھاگ کر اس کے پیچھے گیا تھا۔

☆☆☆

وہ جس گھر میں داخل ہوئے تھے' وہ دو منزلہ گھر پرانا لگتا تھا۔ پیلاہٹ مائل پلستر جگہ جگہ سے اکھڑا تھا۔ وہ دبے پاؤں آگے بڑھنے لگی۔ دروازہ بھڑا ہوا تھا۔ وہ آہستگی سے دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔ بڑا سا صحن تھا، اس کے چاروں طرف کمرے تھے۔ وہ دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہو کر چوکنی نظروں سے اردگرد کا جائزہ لینے لگی۔ تب ہی اسے عائشہ کی اونچی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے آواز کی سمت بڑھی تھی۔

''تم مجھے دھوکے سے یہاں لائے ہو۔ یہ جگہ نکاح کرنے والی تو نہیں لگتی۔ یہ تو کوئی قید خانہ لگتا ہے۔''

عائشہ کی تیز آواز میں بے یقینی تھی' اس نے جا

تھیں آگے سے کیا کیا تھا عائشہ کے رونے کی آواز بلند ہو گئی تھی۔

"تم تو مجھ سے محبت کرتے ہو نا۔"

"محبت......" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔ "ایسی محبت میں روز ہی بار کر چکا ہوں اور تم جیسی کمزور لڑکیاں میرے لیے ایسی ہی ٹارگٹ ہوتی ہیں۔ وہ محبت بھری باتوں میں جلدی آ جاتی ہیں۔ وہ تمہیں کیا وعدے...... تم سب کچھ کرنے کو تیار ہو گئیں۔ گھر چھوڑ دیا میرے لیے۔"

"نوی! تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ میں واقعی تم سے محبت کرتی ہوں۔ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے تھے تمہارے لیے میں گھر چھوڑ کر آئی ہوں۔" اب عائشہ کی روتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"شادی تو تمہیں یہاں لانے کا ایک بہانہ تھا۔ ہمارا کام ہی یہی ہے لڑکیوں کو بہکانا اور مطلب پورا کر کے انہیں آگے سپلائی کر دیتے ہیں۔" اس کا لہجہ کتنا مکروہ تھا۔ باہر کھڑی جیا کو کراہت محسوس ہوئی تھی۔

"مجھے مال چاہیے تھا وہ تم لے آئی ہو اور جہاں تک شادی کی بات ہے تو ڈیئر اس میں کیا ہے' پیار تو تم مجھ سے کرتی ہو اور اس کے لیے شادی کی کیا ضرورت ہے۔"

"بکواس بند کرو اپنی اور دور ہو مجھ سے۔"

وہ چلائی تھی اور جب عائشہ کی چیخیں مزید بلند ہوئیں تو اس نے بے ساختہ انداز میں اردگرد نظریں گھما کر کوئی چیز تلاش کی تھی۔ صحن کے آخری کونے پر تندور نما کچھ بنا تھا' جس پر لکڑیوں کا ڈھیر تھا۔ وہ اس کی طرف لپکی تھی اور تیزی سے ہاتھ مارنے پر اسے ایک موٹا سا ڈنڈا مل گیا تھا۔ وہ ڈنڈا لے کر تیزی سے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔ اس نے ہلکا سا دروازے کے اندر جھانکا' وہ ایک لمبا چوڑا آدمی تھا جس نے عائشہ کو دونوں بازوؤں میں جکڑ رکھا تھا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور تیزی سے اندر بڑھی اس سے پہلے وہ پیچھے مڑ کر دیکھتا' اس نے کھینچ کر ڈنڈا اس کے سر پہ مارا تھا۔ اس نے تڑپتے ہوئے سر تھام لیا تھا'

وحشت سے پھٹی آنکھوں کے ساتھ عائشہ نے سامنے غصے سے کانپتی جیا کو دیکھا اور بے ساختہ انداز میں روتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی۔

جیا نے اسے بازو کے گھیرے میں لے لیا تھا۔ پیچھے گرا آدمی درد کے مارے تڑپ رہا تھا لیکن وہ بے ہوش نہیں ہوا تھا۔

"چلو یہاں سے۔" جیا نے ڈنڈا پھینک کر تیزی سے بیگ اٹھایا۔

"اسی لیے تمہیں منع کرتی تھی میں۔" اس کو ساتھ لے جاتے ہوئے جیا نے اسے ملامت کی تھی۔ وہ دروازے کے قریب پہنچی تھیں جب دروازے میں آنے والے آدمی کو دیکھ کر دونوں کی روح فنا ہو گئی تھی۔ اس نے حیرت سے دونوں لڑکیوں کو دیکھ کر اس تڑپتے آدمی کو دیکھا۔

"فضل! پکڑو ان دونوں کو۔" نوی کے چیخنے پر جیسے وہ دونوں ہوش میں آئی تھیں۔ جیا تیزی سے مڑ کر ڈنڈا اٹھانے لگی تھی لیکن تب تک نوی اٹھ چکا تھا۔ فضل عائشہ کو چھوڑ کر اس کی طرف بڑھا تو وہ بھاگ کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھی۔

"تم بھاگ جاؤ عائشہ۔" اس نے بیگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"لیکن تم......" عائشہ روتے ہوئے بولی۔

"تم جاؤ۔" کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے وہ چیخی تھی اور عائشہ ایک پل ضائع کیے بغیر بیگ پکڑ کر باہر کی طرف بھاگی تھی۔

"نوی! وہ عائشہ......"

"اس کو دفع کرو مجھے اس لڑکی کا آج وہ حشر کرنا ہے کہ دنیا دیکھے۔" وہ جیسے غصے میں پاگل ہو گیا تھا۔

آنسوؤں نے آگے کا منظر دھندلا دیا تھا لیکن وہ اندھادھند بھاگ رہی تھی اور بڑے زور سے کسی سے ٹکرائی تھی' اس نے سر اٹھا کر اس شخص کو دیکھا اور زمین و آسمان اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے تھے۔

وہ کمزور دروازہ ٹھوکروں کی زد میں تھا۔ وہ

دونوں باہر بھوکے بھیڑیوں کی طرح چیخ رہے تھے اور وہ اندر بری طرح لرز رہی تھی۔ ادھر دروازہ کھلتا' ادھر وہ اسے نوچ کھاتے۔ اس نے روتے ہوئے اس گرد آلود کمرے کو دیکھا' کوئی روزن نہیں تھا۔ وہی پرانا فرنیچر تھا' اس نے لکڑی کی کرسی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

"میرے اللہ! میری مدد کر۔" اس نے سر اٹھا کر روتے ہوئے فریاد کی تب ہی ایک مضبوط ٹھوکر لگی اور دروازے کا ایک ٹکڑا اس کے قریب آ کر گرا تھا۔ دوسری ضرب اس سے زیادہ مضبوط تھی۔ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔

وہ دونوں خوں خوار انداز میں اندر داخل ہوئے تھے۔ وہ لوی جس کے سر سے خون نکل رہا تھا' اس کی طرف بڑھا اور پاس آتے ہی ایک کے بعد دوسرا تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔ تھپڑ اتنا اچانک اور زوردار تھا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گری تھی۔ اس کی ناک اور ماتھے پر بڑی زور سے چوٹ لگی تھی' دوسرے نے آگے بڑھ کر اس کے بالوں کو مٹھی میں تھام کر اسے اتنی بری طرح جھٹکا دے کر کھڑا کیا تھا کہ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی تھی۔

"اس کی وجہ سے عائشہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے' اب جو اس کے ساتھ کرنا تھا وہ اب اس سے وصول کریں گے۔"

لوی اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔ اس نے اپنے بالوں کو اس کے ہاتھوں سے چھڑانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ چھڑوا نہیں پا رہی تھی۔ انہوں نے دھکا دے کر زمین پر گرا دیا تھا' ایک نے اس کے منہ پر اتنی زور سے ہاتھ رکھا تھا کہ اس کی آنکھیں ابل پڑی تھیں جبکہ دوسرے نے اسے ٹانگوں سے پکڑا تھا' بھاگتے قدموں کی آواز پر ان دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا اور ایک دم وہ اسے چھوڑ کر دروازے کی طرف بڑھے تھے۔ اس کا سانس بری طرح اکھڑ رہا تھا۔ باہر سے بہت سے لوگوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں لیکن اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب رہا تھا۔

"جیا!" اس نے بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ جو آواز سنی تھی وہ فیض کی تھی۔

☆☆☆

"جیا اب کیسی ہے؟" فیض کو باہر آتا دیکھ کر بے چینی سے ٹہلتی عمیرہ نے پوچھا تھا۔

"ابھی تک ہوش نہیں آیا اسے۔" وہ پیشانی مسلتے ہوئے پریشانی سے بولا۔

"کوئی پریشانی والی بات ہے؟" عمیرہ نے پوچھا۔

"نہیں' مجھے لگتا ہے' ڈر کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہے۔"

"انجکشن لگایا ہے ڈاکٹر نے' آدھے گھنٹے تک امکان ہے ہوش آ جائے گا۔"

"میری ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا' عائشہ اور جیا وہاں کرنے کیا گئی تھیں۔"

عمیرہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس نظریں چرا کر دوسری طرف دیکھنے لگی اور فیض نے اس کا انداز بغور دیکھا تھا۔

"فیض بھائی! بہتر ہو گا آپ جیا سے پوچھیں۔"

"اس سے تو میں پوچھ لوں گا لیکن اچھا ہو گا جو تم جانتی ہو' وہ بتا دو۔"

"جیا نے مجھے منع کیا تھا۔"

"جیا اور جیا کی حرکتیں...... انجام دیکھ لیا نا تم نے۔ بہتر ہو گا' مجھے سچ سچ بتا دو تاکہ میں آگے کے لیے کچھ کر سکوں۔"

اس کے غصے سے بولنے پر عمیرہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور جو عائشہ کے بارے میں وہ جانتی تھی اسے بتا دیا۔

ضبط کے مارے فیض کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ شرمندگی کے مارے مزید آگے کچھ پوچھ ہی نہیں سکا۔ عمیرہ نے ایک جھجکتی ہوئی نظر اس پر ڈالی اور کھڑی ہو گئی۔

"اچھا فیض بھائی! میں چلتی ہوں' دیر ہو گئی ہے۔"

"میں چھوڑ آتا ہوں۔" وہ بھی کھڑا ہو گیا۔

"نہیں میرے پاس گاڑی ہے۔ آپ جیا کے ہوش میں آئے تو پلیز مجھے انفارم کر دیں۔" وہ

"ہوں۔" وہ غائب دماغی سے سر ہلا کر رہ گیا۔

"تم میں عقل کم ہے پتا تھا مجھے۔ لیکن اتنی بے وقوف ہو گی یہ مجھے پتا نہیں تھا۔" وہ غصے میں بھرا اس کے سر پر کھڑا تھا جبکہ وہ نڈھال انداز میں سر جھکائے بیڈ پر بیٹھی تھی۔

"تم خود کو سمجھتی کیا ہو جو خود یہ مہم سر کرنے نکل دی تھیں۔ مجھے یا حسان کو نہیں بتا سکتی تھیں۔" وہ اسی طرح خاموش رہی۔

"کچھ پوچھا ہے تم سے؟" اب وہ تیز آواز میں بولا تو آنسو اس کی آنکھوں سے باہر نکل آئے۔

"آنٹی نے کہا تھا، کسی کو پتا نہ چلے۔"

"امی کو پتا تھا؟" وہ جیسے حیرت کی انتہا پر پہنچا تھا۔ وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

"حد ہوتی ہے یار!" اس نے مکا بنا کر دوسری ہتھیلی پر مارا۔ "تمہیں پتا ہے جیا! جو حرکت عائشہ نے کی اور اس پر جو بے وقوفانہ حرکت تم نے کی' اس کا انجام کیا ہو سکتا تھا۔ جان کے ساتھ عزت بھی جا سکتی تھی تم دونوں کی۔"

اس نے بڑی سفاکی سے سچ بولا تھا' اب کی بار وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی تھی۔ اس کے یوں رونے پر فیض کو اپنے سخت رویے کا احساس ہوا تھا۔ تو وہ گھبرا کر سانس لے کر رہ گیا۔ وہ جانتا تھا اس کی غلطی نہیں' اس نے تو ان کی نسلوں پر احسان کیا ہے۔

"چلو گھر چلیں۔" اس کے کہنے پر اس نے بیڈ کا سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن چکرا کر رہ گئی' اس نے بے ساختہ انداز میں اسے کندھوں سے تھاما تھا۔ جیا نے گھومتے سر کے ساتھ ان ہاتھوں کے لمس کو بہت واضح محسوس کیا تھا' اس نے کسمسا کر خود چھڑانا چاہا تھا لیکن وہ اسی مضبوطی سے اسے بازو کے گھیر میں لیے چلنے لگا۔

وہ گیٹ کے قریب پہنچے تھے جب اس نے کامران کو دیکھا۔ وہ حیرت اور غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔ فیض بھی اسے دیکھ کر رک گیا تھا۔ وہ چلتا ہوا اس کے بالکل سامنے آ کر رک گیا۔ اس نے ایک چبھتی نظر فیض پر ڈال کر اسے دیکھا۔

"تو مجھ سے بے رخی کی وجہ یہ شخص ہے۔" اس کے الفاظ پر دونوں حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

"نکاح میں تم میرے ہو' مجھ سے ملنا' مجھ سے بات کرنا تمہارے خاندانی اقدار کو زیب نہیں دیتا۔ وہاں نقص آ جاتی ہے' یہ کیا ہے؟" اس نے فیض کے بازو کی طرف اشارہ کیا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تم کہہ رہی تھیں وہ میرا بھائی نہیں کزن ہے اور اب یوں اس کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر گھوم رہی ہو' یہاں تمہاری خاندانی روایات کہاں گئیں؟"

فیض کو اب اس کی ساری بکواس سمجھ میں آ گئی تھی۔

"دماغ خراب ہے آپ کا' کس انداز میں آپ بات کر رہے ہیں جیا سے۔ نظر نہیں آ رہا اس کو چوٹ لگی ہے۔" اس نے اس کے ماتھے پر لگی بینڈیج کی طرف اشارہ کیا۔

"سب ڈرامے ہیں۔ اتنی چوٹ لگی تھی تو مجھے انفارم کرتی اور جو اتنی نزدیکی ہے اسے کیا کہوں۔"

اس کا انداز اتنا برا تھا کہ فیض کا دماغ جو پہلے ہی عائشہ کی حرکت کی وجہ سے خراب تھا' مزید خراب ہو گیا۔

"میں اتنی دیر سے عزت سے بات کر رہا ہوں لیکن لگتا ہے تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ تمہیں جو سمجھنا ہے سمجھ لو۔"

فیض بدلحاظی سے بولا تو جیا نے گھبرا کر اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

"پلیز فیض بھائی! کامران پلیز، میری بات سنیں۔" وہ بمشکل اس کی طرف مڑی۔

"مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی اب جو بھی بات ہوگی بڑوں کے درمیان ہوگی۔" وہ مزید کوئی بات کیے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔

"گھٹیا آدمی۔" فیض نے غصے سے اس کی پشت دیکھی۔ "یہ ہے تمہاری چوائس۔ کیسا آدمی ہے جو اپنی ہونے والی بیوی پر اعتبار نہیں کرتا۔ اسے کسی لڑکی سے بات کرنے کی خبر نہیں برداشت کیسے کرلی ہوا ہے؟"

فیض غصے سے بولتا جا رہا تھا جبکہ وہ آنے والے وقت کا سوچ سوچ کر ہول رہی تھی۔

گھر پہنچ کر وہ سیدھا ذکیہ کے کمرے کی طرف گیا۔ اس کے انداز میں بہت غصہ تھا۔ اسی لیے جیا اس کے پیچھے آئی تھی لیکن اندر آتے ہی وہ دھک سے رہ گئی تھی۔ عائشہ اجڑے اجڑے حلیے میں کمرے کے کونے میں بیٹھی تھی۔ صاف پتا چلتا تھا اسے مارا گیا ہے۔ دوسرے کونے میں ذکیہ سر پکڑے بیٹھی تھی اور ان کے رونے کی آواز بڑی واضح تھی اور ان کے پیچھے غصے سے مٹھیاں اور ہونٹ بھینچے حسان بیٹھا تھا۔ وہ چپ چاپ دروازے کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔ فیض غصے سے عائشہ کی طرف بڑھا تو اس نے بڑے بے ساختہ انداز میں فیض کا بازو تھاما۔ اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"پلیز بھائی! غلطی ہوگئی اس سے۔ معاف کردیں۔" فیض ایک پل کے لیے اس کی بھیگی نظروں سے نظر نہیں ہٹا سکا۔ اس نے گہرا سانس لیا جیسے خود کو کنٹرول کیا ہو۔

"میں نے امی سے کتنا کہا تھا' اس پر نظر رکھیں لیکن انہیں دوسروں پر نظر رکھنے سے فرصت ملتی تو کچھ اور کرتیں۔ کسی یتیم کے ساتھ ایسا سلوک کرو تو اپنی بیٹی کے لیے بھی برے انجام کے لیے تیار رہنا چاہیے۔" حسان اپنی ماں سے شدید ناراض تھا۔

"حسان! بس کرو جو ہوگیا سو ہوگیا۔" وہ حسان کو منع کرنے کے بعد عائشہ کی طرف گیا تھا۔ اس کے قریب بیٹھنے پر عائشہ نے سر جھکنے سے اٹھایا تھا اس کے چہرے پر تھپڑوں کے نشانات بہت واضح تھے اور اس سے واضح تھا ڈر۔

"بھائی! مجھے معاف کردیں۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگئی۔ مجھے مارنا نہیں، امی نے مجھے بہت مارا ہے۔"

وہ ہاتھ جوڑ کر زور زور سے رونے لگی تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر فیض کو رونا آرہا تھا۔ لیکن وہ ضبط کر گیا تھا۔

"عائشہ! تمہیں اندازہ ہے تم کیا کرنے جا رہی تھی ہمارے پیار میں کوئی کمی تھی جو تم نے یہ والا چور دروازہ ڈھونڈا کسی غیر لڑکے سے جسے تم جانتی تک نہیں اس سے ملتی رہیں ایک بار بھی اپنے باپ اور بھائیوں کی عزت کا خیال نہیں آیا تمہیں اور آج اگر جیا وہاں نہ پہنچتی تو سوچو تمہارے ساتھ کیا ہوتا اور اگر عمیر مجھے فون نہ کرتی تو تمہارے ساتھ جو ہوتا تمہاری وجہ سے جیا بھی ماری جاتی میں ابھی بھی سوچتا ہوں تو ڈر جاتا ہوں صرف کچھ لمحوں کی دیری میں کیا کچھ ہوسکتا تھا۔" اس نے گہرا سانس لے کر دیوار سے ٹیک لگائی۔

"بھائی! مجھے معاف کردیں۔" فیض نے اسے ساتھ لگالیا۔

"یہ معافی کے قابل نہیں فیض! میرا دل کررہا ہے۔ اسے گولی ماردوں اور میں سچ مچ اس ذلیل لڑکی کو ماردوں گی، چاہے مجھے اس کا گلا دبانا پڑے یا زہر دینا پڑے۔" ذکیہ ایک بار پھر جلال سے اٹھی تھیں۔ جیا ایک دم آگے بڑھی تھی۔

"بس کریں آنٹی! معاف کردیں عائشہ کو۔ وہ ایسے اب دوبارہ کبھی نہیں کرے گی۔" انہوں نے جیسے رک کر اس کا چہرہ دیکھا، نظریں اس کے چہرے پر نمایاں زخموں پر رک گئیں۔

"اگر آج یہ نہ ہوتی۔" انہوں نے جھرجھری لے کر دوبارہ اسے دیکھا، اگلے پل انہوں نے بے ساختہ اس کا منہ چوم کر اسے گلے سے لگالیا۔

صرف ایک پل کے لیے وہ حیران ہوئی تھی اگلے لمحے وہ بلک بلک کر رو پڑی تھی۔

"تم میری بہادر بیٹی ہو۔ میں ساری زندگی

تمہارا احسان نہیں اتار سکتی اور اگر ہو سکے تو میری وجہ سے تمہیں جو تکلیف پہنچی ہے، مجھے اس کے لیے معاف کر دو۔"

"ہم تمہارا احسان نہیں اتار سکتے جیا!" حسان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر رندھے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

"امی! اس بات کو پلیز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ابو کو اس بات کا پتا نہیں چلنا چاہیے، سنا عائشہ!" تو سب ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

☆☆☆

اکرام علی کا سر جھکا تھا اور وہ بڑی خاموشی سے سامنے والوں کی باتیں سن رہے تھے۔ دوسرے کونے میں جیا ذکیہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔ سامنے بیٹھے کامران اور اس کی ماں بیگم جو بھی بول رہے تھے۔ سب جیا کے خلاف تھا، وہ اس کے کردار پر الزام لگا رہے تھے اور جیا کا رنگ بالکل سفید پڑ گیا تھا۔

کچھ دن پہلے ہونے والے واقعہ کے بعد وہ راتوں کو ڈر کر اٹھ جاتی تھی اور اب اس صورت حال پر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کیا کہے۔ ذکیہ نے ایک نظر ساتھ بیٹھی جیا کا چہرہ دیکھا تو بے ساختہ اس کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جیا نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"آپ جو بھی کہہ رہی ہیں۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتی، ہمیں اپنی تربیت پر پورا یقین ہے۔ پہلے آپ خود اپنے بیٹے کا رشتہ لے کر ہمارے گھر آئی تھیں تب وہ آپ کے بیٹے کی پسند تھی۔ آج آپ کو لگ رہا ہے، جیا نے آپ کے معصوم بیٹے کو پھنسایا ہے۔ یہ باتیں اب نکاح کے بعد آپ کو یاد آ رہی ہیں۔" ذکیہ بغیر کسی لحاظ کے ان پر برس پڑی تھیں۔

"دیکھیں بہن! کامران کی ضد پر ایسا ہوا تھا۔ میں تو اس حق میں نہیں تھی۔ لیکن اب کامران مطمئن نہیں ہے، اسے جیا پر شک ہے۔ وہ اس کے نکاح میں ہو کر اس سے کتراتی ہے اور کل اس نے خود دیکھا، آپ کے بیٹے کے ساتھ باہوں میں باہیں ڈالے گھوم رہی تھی۔"

"میرا خیال ہے۔ آپ زبان سنبھال کر بات کریں۔" ذکیہ غصے سے بولیں تو اکرام علی نے انہیں ٹوک دیا۔

"بہن جی! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، عائشہ اور جیا کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ فیض جیا اور عائشہ کو لے کر اس لیے گیا تھا۔"

"اچھا۔ پر کامران نے عائشہ کو تو نہیں دیکھا تھا۔"

"اور انکل جس طرح آپ کے بیٹے نے جیا کو پکڑ رکھا تھا، صاف پتا چل رہا تھا، تعلق کتنا نزدیکی ہے۔ اسی لیے آپ میری بہن کا پرپوزل قبول نہیں کر رہے تھے اور اگر گھر میں ہی چکر چلانا تھا تو مجھے پھانسنے کی کیا ضرورت تھی۔" کب سے خاموش بیٹھا کامران بول اٹھا تھا۔

"جیا! تم خاموش کیوں ہو بیٹا! جواب دو انہیں۔" ذکیہ نے اسے جھنجوڑ کر کہا لیکن وہ جیسے سکتے میں چلی گئی تھی۔ اپنی ذات کی تذلیل نے اسے بے جان کر دیا تھا۔

"یہ کیا بولے گی، جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔" کامران طنزیہ انداز میں بولا تھا۔

"بات بہت بڑھ گئی ہے بھائی صاحب اب رخصتی تب ہوگی جب آپ کا بیٹا کامران سے معافی مانگے گا اور ہماری بیٹی کا رشتہ بھی آپ لوگوں کو لینا ہوگا۔"

"اچھی زبردستی ہے۔" ذکیہ نے غصے سے انہیں دیکھا۔

"یہ دونوں باتیں ناممکن ہیں۔" اندر داخل ہوتے فیض نے کہا تھا۔ اکرام علی نے غصے سے اسے دیکھا۔

"تم چپ رہو فیض! میں بات کر رہا ہوں نا۔"

"میں چپ کیوں رہوں ابو! وہ مجھ پر اور جیا پر جھوٹا الزام لگا رہے ہیں۔ جو شخص اپنی بیوی پر اتنے گھٹیا الزام لگا سکتا ہے، وہ میرے نزدیک عزت کے

قابل ہی نہیں۔"

"آپ نے دیکھا اپنے بیٹے کا۔" کامران کی ماں بپھر گئی تھیں۔

"لوگ بیٹی دے کر جھک جاتے ہیں، آپ لوگ اکڑ دکھا رہے ہیں۔ لیکن ہمیں اکڑ توڑنی آتی ہے۔ اب لازمی معافی ہوگی ورنہ نتائج کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔" کامران کی ماں دھمکی آمیز انداز میں بولیں اور باہر نکل گئیں۔ وہ کامران کے پیچھے باہر آئی تھی۔

"کامران! آپ کیسے میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔ آپ تو کہتے تھے آپ کو مجھ سے محبت ہے۔"

"ہاں تھی پر تب تک جب تک تمہاری اصلیت میرے سامنے نہیں آئی تھی۔"

"آپ فضول میں مجھ پر شک کر رہے ہیں۔"

"فضول؟ وہ جو میں نے دیکھا وہ کیا تھا۔"

"اف! میں کیسے سمجھاؤں آپ کو۔"

"مت سمجھاؤ بس اگر تم خود پر طلاق کا لیبل نہیں لگوانا چاہتیں تو اپنے کزن سے کہو مجھ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگے۔"

"وہ آپ سے کیا کسی سے بھی معافی نہیں مانگیں گے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی اس کے انداز پر ایک پل کے لیے وہ حیران رہ گیا تھا۔

"انجام جانتی ہو؟"

"جانتی ہوں مطلب بچا ہی کیا ہے۔"

"اتنی اکڑ؟ ضرور تمہارے کزن نے کوئی آس بھی دلائی ہوگی۔"

"آپ کو جو سمجھنا ہے، سمجھ لیں۔"

وہ نڈر لہجے میں بولی۔ جب انسان کو نقصان کا ڈر ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ کسی مصلحت کی پروا نہیں کرتا یہی جیا کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ مزید کچھ سنے کے بغیر واپس مڑ گئی تھی۔

دروازے میں فیض کھڑا تھا۔ یقیناً اس نے سب سن لیا ہوگا۔ وہ تیزی سے اس کے قریب سے نکل گئی تھی۔

☆☆☆

عجیب سی آوازیں تھیں جن کو سن کر اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اس نے سائیڈ ٹیبل آن کر کے وقت دیکھا شام کے سات بج رہے تھے۔ وہ دروازہ کھول کر تیزی سے باہر آئی۔

فیض غصے سے اکرام علی کے کمرے سے نکلا تھا اس کے پیچھے ڈیکی اور عائشہ تھیں۔ وہ پریشانی سے اس کے پیچھے گئی تھی۔ فیض الماری سے کپڑے نکال رہا تھا۔

"فیض! تمہیں اللہ کا واسطہ ہے، ایسے مت جاؤ۔" ڈیکی اس کے سامنے روتے ہوئے بولیں۔

"پلیز امی! آپ مجھے رکنے پر مجبور نہ کریں۔ میں جب سے آیا ہوں، ابو نے طعنے دے دے کر مجھے لہولہان کر دیا ہے۔ میرے نزدیک بات ختم ہو گئی ہے لیکن وہ ختم نہیں ہونے دیں گے۔ اب کی بات نکالی ہے کہ میں جیا کی زندگی برباد کرنا چاہتا ہوں مجھے کہہ رہے ہیں ان لوگوں سے معافی مانگو۔ آپ نے دیکھا ہے نا امی! کتنے گھٹیا لوگ ہیں، اچھے لوگ ہوتے نا تو میری غلطی نہ بھی ہوتی تو میں معافی مانگ لیتا لیکن اب تو سوال پیدا نہیں ہوتا۔"

"آپ کو کسی سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں۔" جیا کی آواز پر سب نے مڑ کر دیکھا تھا۔

"آپی! حسان بھائی! آپ سب میرے ساتھ آئیں۔"

"اب تم کیا کرنے والی ہو جیا؟" حسان نے پیچھے لپک کر پوچھا تھا۔

"آپ آئیں پلیز۔" وہ سیدھا اکرام علی کے کمرے میں گئی تھی۔

جب وہ لوگ اندر آئے، وہ اکرام علی کے قدموں میں بیٹھی تھی۔

"ابو! مجھے آپ کو ایک بات بتانی ہے۔"

"ہاں بولو بیٹا!" اس نے تھوک نگل کر خود کو بولنے کے لیے تیار کیا۔

"اس دن فیض بھائی نے میرے ساتھ کچھ نہیں

…موڑ مجھے ڈرا رہے تھے مذاق میں۔ میں
…جھوٹا الزام لگایا تھا۔" کہتے ہوئے اس کی
…اس پر گڑی تھیں اور تینوں جیسے ساکت
…کر پیچھے کھڑا فیض بھی اس پر سے نظریں
…رہا تھا۔

"…مجھے معاف کر دیں ابو!" وہ روتے ہوئے

"مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے جیا! کہ میں نے
…اپنی بیٹی سمجھا۔ اتنا بڑا جھوٹ، دور ہو جاؤ میری
…۔ مجھے خود سے نفرت ہو رہی ہے کہ میں
…اعتبار کیا، اپنے سگے بیٹے پر اعتبار نہیں کیا۔"

"ابو پلیز مجھ سے نفرت نہ کریں۔ مجھے معاف

…ان کے پاؤں پکڑ کر بولی۔ لیکن انہوں نے
…کھینچ لیے تھے۔

"تم میری اس تکلیف کا ازالہ نہیں کر سکتیں جیا!
…نے دو سال فیض سے دور رہ کر اس کرب میں
…کہ میرا بیٹا مجرم ہے جبکہ وہ بے گناہ تھا اور
…تھا۔" وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر
…۔

"ابو پلیز!" اس نے سر ان کے گھٹنوں سے
…

"…کر لے جاؤ اسے میری نظروں سے دور۔
…کی شکل دیکھنا نہیں چاہتا۔" وہ تینوں ہی
…سے شرمندہ۔ وہ تینوں بھی اکرام علی کی طرح
…تھے کیونکہ انہوں نے بھی اس کا یقین نہیں
…فیض آگے آیا تھا۔

"جیا اٹھو یہاں سے۔"

…سے اسے اٹھایا تھا۔

"فیض بھائی ابو سے کہیں مجھے معاف کر دیں۔"

"…کر دیں گے معاف، تم اٹھو شاباش۔ جاؤ
…۔" اب کے وہ سختی سے بولا تو وہ
…وہاں سے نکلی تھی، وہ کسی کا سامنا نہیں
…

"فیض! مجھے معاف کر دو بیٹا!" اکرام علی پشیمان تھے۔ "مجھ سے غلطی ہو گئی، میں نے تمہارا اعتبار نہیں کیا۔ میں اس غلطی کے لیے کبھی جیا کو معاف نہیں کروں گا۔"

"ابو! آپ دوسری بار غلطی کر رہے ہیں جو ہوا گزر گیا۔ یہ اس کی بڑائی ہے کہ اس نے اپنی غلطی مان لی، اگر وہ نہ مانتی تو آپ کیا کر لیتے اور ابو سب سے غلطی ہو جاتی ہے۔ سب کو ایک موقع ملنا چاہیے اگر وہ اپنی غلطی مان رہا ہو۔ میں جیا سے بالکل ناراض نہیں، اسے معاف کر چکا ہوں۔ آپ بھی کر دیں۔"

"لیکن……"

"لیکن نہیں ابو! آپ نے اسے اتنا پیار دیا ہے۔ ایک غلطی سے اسے پرایا کر دیں گے۔" وہ کچھ دیر بھیگی نظروں سے اسے دیکھتے رہے اور پھر بے ساختہ اسے گلے لگا لیا۔

"مجھے فخر ہے کہ میں فیض کا باپ ہوں۔" ان کے کہنے پر وہ پرسکون ہو کر مسکرا دیا تھا اور پھر اٹھ کر ان تینوں کی طرف آیا تھا۔

"اور پلیز امی! آپ سب بھی جیا سے بالکل کوئی پچھلی بات نہیں کریں گے نہ ایسی بات کریں گے جس سے اس کا دل دکھے۔ آپ جانتی ہیں، اس کا کتنا بڑا احسان ہے ہم پر۔" وہ نیچی آواز میں بولا تھا، اس کے جتاتے انداز پر عائشہ کا سر جھک گیا تھا۔

وہ کمرے سے نکل آیا تھا اس کا رخ جیا کے کمرے کی طرف تھا۔ دستک دے کر وہ اندر آ گیا تھا اس کے اندازے کے مطابق وہ رو رہی تھی۔ اس کے دیکھ کر وہ کھڑی ہو گئی وہ کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"بیٹھ جاؤ جیا!"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔ تم نے ایسا کیوں کیا جبکہ اس بات کو سالوں گزر گئے ہیں۔" وہ بہت غور سے اس کے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا۔

"میرے ضمیر پر بہت بوجھ تھا فیض بھائی! میں نے غصے میں، نفرت میں جو بھی کہ لیں غلط کیا۔ بہت

غلط کیا۔ مجھے اس وقت لگتا تھا میں نے ٹھیک کیا۔ آپ شروع سے مجھے پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ کی وجہ سے میں بہت پریشان رہتی تھی۔ پتا نہیں اس دن میں نے ایسا کیوں کیا۔"

وہ بہت سوچ کر بول رہی تھی۔

"جب آپ واپس آئے۔ آپ کی خاموشی مجھے بہت چبھتی تھی۔ آپ نے کبھی مجھے جتایا ہی نہیں نہ میری اصلیت کسی کو بتا کر مجھے ذلیل کیا لیکن جب میرے جھوٹے الزام کی وجہ سے آپ پر طنز کیا جاتا تھا تو میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کیسے آپ پر لگائے الزام کو اتار دوں۔ خود کو ذلیل کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی لیکن گناہ تو گناہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تب تک معاف نہیں کرتا جب تک ان کا وہ بندہ نہ معاف کر دیں جس سے زیادتی کی گئی ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہی ذلیل کر دیا میرے کردار پر الزام لگوا کر مجھے واقعی کامران سے کوئی لگاؤ نہیں تھا وہ پہلا شخص تھا جس نے کہا۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے اس نے کہا میں نے مان لیا۔ مجھے لگا وہ مجھے عزت دے گا جس کی مجھے بچپن سے خواہش تھی لیکن اس نے میرے کردار کی دھجیاں ہی بکھیر دیں۔"

وہ کہہ کر رونے لگی تھی۔ فیض خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جب رو کر تھک گئی تو نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ کچھ دیر دیکھنے کے بعد اس نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔

"میں آپ کی مجرم ہوں فیض بھائی! جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی مجھے معاف نہیں کریں گے۔" فیض نے اس کے جڑے ہاتھ کھول دیے تھے۔

"میں نے تمہیں معاف کیا۔"

وہ کتنی دیر بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی جو سنجیدہ تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں بچپن سے تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا رہا لیکن میں تم سے صرف [illegible]تا تھا کیونکہ ابو تمہیں مجھ سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ نفرت کبھی نہیں کرتا تھا۔ تم ہمارے گھر [illegible] تھیں۔ اس دن مجھ سے غلطی ہوئی، مجھے ایسا نہیں [illegible] چاہیے تھا لیکن مجھے تم سے بھی ایسے ردعمل کی امید [illegible] تھی۔ ہاں دو سالوں میں کتنی بار تم سے نفرت کی [illegible] میں آنا نہیں چاہتا تھا کسی نے میرا اعتبار نہیں [illegible] لیکن جب یہاں کے حالات کا پتا چلا تو مجھ [illegible] نہیں گیا۔ میں نے دیکھا۔ تم نے بیماری میں [illegible] اور امی کی خدمت کی ہے اور جو تم نے عائشہ کے [illegible] کیا اس سے تو میں تمہارا مقروض دار ہو گیا ہوں۔"

اس نے سرنفی میں ہلایا تھا۔

"میں نے کوئی احسان نہیں کیا۔ عائشہ [illegible] بہن ہے۔ مجھے اس وقت جو ٹھیک لگا میں نے کیا۔ [illegible] آپ مجھے معاف کر دیں۔"

"ارے بابا! کہا نا معاف کیا۔ جاؤ کیا یاد [illegible] گی۔" وہ مسکرا کر بولا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆

"یار اس بات پر سیلیبریشن ہونی چاہیے [illegible] جیسی نکمی لڑکی نے ماسٹرز کی ڈگری لے لی ہے۔"

عمیرہ بے حد خوش تھی۔ اسی لیے اتنا بول [illegible] تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے جیا کو دیکھا جو [illegible] خاموشی سے ہاتھ میں پکڑی ڈگری کو دیکھ رہی تھی۔

"جیا!" عمیرہ نے پیار سے اس کا ہاتھ پکڑا [illegible] وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی پھر مسکرا دی۔

"کیا بات ہے تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟"

"پتا نہیں۔" وہ بے بسی سے مسکرائی۔ "اس ڈگری کو پانے کے لیے میں نے زندگی کی کتنی [illegible] خوشی کھو دی۔ کبھی اس کو پانے کے لیے مجھے کتنا [illegible] بھی شرمندگی نہیں ہوئی تھی اور آج مل گئی ہے تو بے معنی لگ رہی ہے۔"

"تم پچھلی باتیں بھول کیوں نہیں جاتیں [illegible] سب نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔"

"پتا ہے سب نے مجھے معاف کر دیا ہے [illegible] میں خود کا کیا کروں۔ کبھی ایک دفعہ بھی انہوں [illegible] مجھے نہیں جتایا کہ میں نے کیا کہا تھا بلکہ پہلے سے [illegible]

ہوا کرتے تھے۔"

"تو تم بھی ان کے پیار کا احترام کرو۔ آنٹی کو تمہاری کتنی پریشانی ہے۔ تم شادی کے لیے بار بار انکار کیوں کرتی ہو۔ اتنے اچھے رشتے آرہے ہیں تمہارے۔" جیا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"آنٹی کا فون آیا تھا مجھے کہ تمہیں سمجھاؤں۔"

جیا گہرا سانس لے کر سامنے قطار میں لگے درختوں کو دیکھنے لگی۔

"تم نے کبھی کسی سے نفرت کی ہے عمیرہ اور پھر تمہیں اسی سے شدید محبت ہو گئی ہو۔"

عمیرہ غور سے اسے دیکھ رہی تھی جس کی آنکھیں پانی سے بھر رہی تھیں۔

"میرے ساتھ ایسا ہوا ہے، مجھے جس سے نفرت تھی، اسی سے محبت ہو گئی ہے۔ اتنی کہ اس کے نہ ہونے سے سانسیں رکنے لگتی ہیں۔ میں اگر کسی سے شادی کر بھی لوں گی تو نہ تو خوش رہوں گی اور نہ اسے کوئی خوشی دے سکوں گی۔"

"فیض بھائی کی بات کر رہی ہو۔" عمیرہ کی آواز سرگوشی نما تھی۔ جیا نے بڑی بے بسی سے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔

"میں کیا کروں عمیرہ! میں سوتی ہوں تو خوابوں میں آجاتے ہیں۔ آنکھیں کھلی ہوں تو ارد گرد ہونے کا گمان رہتا ہے۔ میں ان کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ ہی نہیں پا رہی۔ مجھے لگتا ہے کوئی ان کی طرح میری حفاظت نہیں کر سکے گا، نہ میری عزت کر سکے گا۔"

"تم انکل، آنٹی سے بات کرو۔ مجھے یقین ہے انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" جیا نے سر نفی میں ہلایا۔

"عمیرہ! ان کا بیٹا اتنا قابل، اتنی اچھی پوسٹ پر ہے ہر لڑکی کا خواب ہو سکتے ہیں وہ...... اور وہ کیوں ایک طلاق یافتہ، یتیم لڑکی سے جو ان کے گھر میں پلی ہو شادی کریں گے۔ انہوں نے مجھے معاف ضرور کیا ہے، لیکن محبت تو نہیں کرتے نا۔"

"جیا! دل کو دل سے راہ ہوتی ہے میں تو اسی بات پر یقین رکھتی ہوں۔ تم ان سے اتنی محبت کرتی ہو۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ اس بات سے انجان ہوں۔"

جیا نے پہلے چونک کر اسے دیکھا اور پھر سوچ میں پڑ گئی۔

"وہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں اور کبھی کبھی جب میں بیٹھی ہوں تو مجھے لگتا ہے، وہ مجھے بہت غور سے دیکھ رہے ہیں اور جب میں ان کی طرف دیکھتی ہوں۔ وہ کہیں اور دیکھ رہے ہوتے ہیں۔" یہ خیال آنے پر اس کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں لیکن پھر سے ان کی روشنی ماند پڑ گئی تھی۔

"وہ شاید کسی کو پسند کرتے ہیں۔ روز اس سے ان کی بحث ہوتی ہے، مجھے اس لڑکی پر رشک آتا ہے عمیرہ! جس کو کوئی اتنی چاہت سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

"جیا! زندگی کبھی کسی کے جانے سے نہیں رکتی۔ تمہیں طلاق ہوئی اس میں تمہارا بالکل کوئی قصور نہیں۔ اللہ نے ضرور تمہارے لیے بہت اچھا سوچا ہوگا۔ اللہ بہت مہربان ہے۔ تم سب اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔"

عمیرہ نے اسے گلے سے لگا لیا تھا۔

"دعا کر عمیرہ! مجھے سکون آجائے یا اللہ اسے میرا بنا دے یا اس کی محبت میرے دل سے نکال دے۔" عمیرہ نے اسے کہتے سنا تھا۔

☆☆☆

"جیا! تمہیں ابو بلا رہے ہیں۔" عائشہ کی اطلاع پر وہ پریشان ہو گئی تھی۔ پچھلے دنوں اس کا جو رشتہ آیا تھا اسے لگا تھا، اسی سلسلے میں اسے بلایا گیا ہے۔ وہ ہمت کر کے اکرام علی کے کمرے میں آئی تھی لیکن وہاں سب کے ساتھ فیض کو دیکھ کر وہ پھر حوصلہ کھونے لگی تھی۔

"آؤ بیٹا!" اکرام علی نے اسے اپنے قریب

پلکوں کا اشارہ کیا تھا۔

"بات ایسی ہے بیٹا! تمہاری آنٹی کو تمہاری بہت فکر ہے۔ کچھ دنوں تک عائشہ کی رخصتی ہو جائے گی، حسان کی بات بھی طے ہے۔ اس کی بھی شادی ہو جائے گی۔ لیکن ذکیہ چاہتی ہے، عائشہ کے جانے سے پہلے تمہاری شادی کر دی جائے۔" جیا نے سختی سے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر رکھا تھا۔

"ابو! میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔" بہت ہمت کر کے اس نے یہ جملہ ادا کیا تھا۔

"لیکن کیوں بیٹا! اگر زندگی میں برے لوگوں کی وجہ سے حادثہ ہو جاتا ہے تو زندگی رک تو نہیں جاتی ابھی تو تمہاری زندگی شروع ہوئی ہے۔ میں اور ذکیہ ساری زندگی تو تمہارے ساتھ نہیں رہیں گے پھر کیا کرو گی۔" ان کے کہنے پر وہ رونے لگی تھی۔

"میں آپ کے اور آنٹی کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں ہمیشہ۔" وہ ان کے سینے سے لگی کہہ رہی تھی۔

"سنا آپ نے، جیا نے کیا کہا۔" ذکیہ نے اکرام کو جیسے جتایا تھا۔

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ تم ہمیشہ ہمارے ساتھ رہو تو اس کا صرف ایک ہی حل ہے۔" جیا نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر دیکھا۔

"کہ ہم تمہیں اپنی بہو بنا لیں۔" وہ مسکرا کر بولے تو سب ہنس پڑے تھے جب کہ وہ ہونقوں کی طرح ان کا منہ دیکھ رہی تھی۔

"میں نے اور ذکیہ نے سوچا ہے حسان کے ساتھ تمہاری اور فیض کی شادی بھی کر دیں۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" جیا بے یقینی سے انہیں دیکھ رہی تھی کیا اس کی دعائیں قبول ہو گئی ہیں۔

"مبارک ہو بھائی میرے!" حسان نے فیض کو گلے لگایا تھا۔

"بھائی! بس ایسے، اب ہماری ٹریٹ پکی ہے۔" عائشہ فیض کا بازو کھینچتے ہوئے بولی۔

"جاؤ بیٹا تم بھی۔" ذکیہ نے مسکرا کر جیا سے کہا تھا۔

جو پریشان بیٹھی تھی۔ اکرام علی نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"زبردستی نہیں بیٹا! اگر تمہیں فیض پسند ورنہ یہ صرف ہماری خواہش ہے۔"

"ابو!" فیض نے اس بے ایمانی پر احتجاج کیا تھا۔

"جاؤ تم لوگ۔" انہوں نے آنکھیں دکھا کر تھا۔

"اور جیا! تم بھی آرام کرو، اور سوچ کر جواب دو۔"

اس کے نکلتے ہی ذکیہ نے ناراضی سے شوہر کو دیکھا۔

"آپ جانتے ہیں، فیض کتنی چاہت سے جیا کا ہاتھ مانگ رہا ہے اور آپ پھر اس کی خوشی میں اڑچن ڈال رہے ہیں۔"

"ذکیہ! ذرا تحمل سے کام لو۔ جیا خود اقرار کرے تو مزہ آئے گا۔" وہ جیسے کچھ سوچ کر مسکرائے۔

☆☆☆

اس کی بے یقینی کی جگہ اضطراب نے لے لی تھی۔ اسے یقین تھا فیض کو اس رشتے کے لیے ابو، آنٹی نے مجبور کیا ہوگا اسے اب بے چینی سے فیض کے انتظار تھا۔

رات گیارہ بجے ان کی واپسی ہوئی تھی۔ ان کی گاڑی کی آواز سن کر وہ جلدی سے سوتی بن گئی تھی۔ عائشہ نے اندر جھانکا تو وہ سو رہی تھی۔ وہ واپس پلٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ سب اپنے کمروں میں جا چکے ہوں گے، وہ دبے پاؤں نیچے آئی تھی۔

فیض لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کو دیکھ کر حیران ہو گیا تھا۔ وہ اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"کچھ کہنا ہے جیا؟"

اسے مسلسل خاموش دیکھ کر فیض کو پوچھنا پڑا تھا۔

"آپ مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہیں؟"
فیض کے لیے یہ سوال غیر متوقع تھا۔ پہلے وہ حیران ہوا پھر مسکرایا۔
"میرا دل چاہتا ہے اس لیے۔"
جیا کی آنکھوں میں آنسو اکٹھے ہونے لگے۔

"آپ ترس کھا کر مجھ سے شادی کر رہے ہیں یا امی نے آپ کو مجبور کیا ہے۔" اب کی بار فیض نے کوئی جواب نہیں دیا تھا تو جیا نے روتے ہوئے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کے دیکھنے پر اس نے گہرا سانس لیا تھا۔

"ادھر آؤ جیا!" اس نے سائڈ کے صوفے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"تمہیں ایسے کیوں لگتا ہے کہ میں ترس کھا کر یا امی کے کہنے پر تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیونکہ آپ اتنے اچھے ہیں۔ آپ کو تو کوئی بہت اچھی لڑکی مل سکتی ہے پھر آپ مجھ جیسی طلاق یافتہ لڑکی سے کیوں شادی کرنا چاہتے ہیں۔"

"ہوں!" اس نے جیسے سمجھ کر ہنکارا بھرا۔
"تو تمہیں لگتا ہے تم اچھی لڑکی نہیں ہو سکتیں۔"
"آپ کو پتا ہے، میں اچھی نہیں۔"
"ایک منٹ۔" فیض نے اسے ٹوک دیا۔
"کوئی پرانی بات نہیں۔ وہ باتیں ہم کلیئر کر چکے ہیں۔ اب کی بات کرو۔ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میری دلی خواہش ہے اور اگر تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتیں، وہ الگ بات ہے۔"

"ایسی بات نہیں میں بس آپ کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔" فیض نے مسکرا کر اس کا جھکا سر دیکھا۔

"اور میری خوشی تمہارے ساتھ میں ہے۔ پیار کرتا ہوں تم سے۔ تمہارے سوا کوئی اچھا نہیں لگتا۔ جب سے اس کامران سے جان چھوٹی ہے تب سے امی سے کہہ رہا ہوں، میری جیا مجھے دے دیں۔ کسی طرح مان ہی نہیں رہی تھیں۔ آج جب گھر چھوڑنے کی دھمکی لگائی ہے۔"

جیا سب بھول کر حیرت سے فیض کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"پر آنٹی نے کہا تھا کہ آپ کسی لڑکی کو پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے ہاں نہیں کی۔"
"کہہ تو رہا ہوں، وہ لڑکی تم ہو۔"
"میں تمہارے قابل نہیں، میں تمہیں خوش نہیں رکھ سکتی۔"

"آپ کس قابل ہیں، میرے علاوہ اور کون جان سکتا ہے اور جیا کو پتا نہیں کہ میں آپ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی۔"

وہ بے ساختہ انداز میں اظہار کر گئی تھی۔
"سچ کہہ رہی ہو؟" فیض نے جس طرح جذباتی ہو کر کہا تھا جیا کو اپنی بے ساختگی کا خیال آیا تھا۔

"میں جا رہی ہوں۔" وہ ایک دم سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اٹھی تھی۔
"بیٹھو ادھر۔" فیض نے جھٹکا دے کر اسے واپس بٹھایا تھا۔

"میرے دل میں تمہارا خاص مقام ہے جیا اور میں پوری محبت اور عزت کے ساتھ تمہیں اپنا رہا ہوں اس میں ماضی کی کسی بری یاد کا کوئی ذکر نہیں ہوگا۔ اس لیے اپنے دل سے سارے خدشات نکال دو۔ ٹھیک ہے۔"

وہ محبت سے بولا تو وہ پہلی بار دل سے مسکرائی تھی۔

"میں تم سے نہیں پوچھوں گا کہ تم مجھے چاہتی ہو یا نہیں کیونکہ میں تمہاری طرح عقل کا اندھا نہیں۔" اس کے کہنے پر جیا نے شرما کر سر جھکا لیا تھا۔
"اب چلو ابو کو بتائیں، ہم دونوں تیار ہیں۔" وہ اٹھ کر باہر کی طرف بڑھا تو وہ بے یقین انداز میں اس کے ہم قدم ہو کر چلنے لگی کیونکہ اب اسے اسی طرح ہم قدم ہو کر چلنا تھا۔ ساری عمر۔

☆☆